قال رسول اللہ صلعم من انتفع بالحج

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تصنیف جناب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

سعادت کونین

برای افادہ ہر خاص و عام بسعی تمام فقیر بے تقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی

طبع فی المطبع الاحمدی متعلقہ مدرسہ عزیزی دہلی

رجسٹری شدہ　　مکاتب دہلوی　　قیمت فی جلد ۱۰/

کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

نمبر داخلہ ۱۸۷۴۱

تاریخ داخلہ

نام کتاب فیوض الحرمین ترجمہ سعادت کونین

فن کتاب سفرنامہ

[illegible] ۹۰

www.ahnafmedia.com

فیوض الحرمین

مترجم اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر فی الحمد والثناء واستغفرک واستعینک واعلم انہ لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعیننی غیرک فی الشدائد والرخاء وجھت وجھی الیک واسلمت نفسی الیک نسکی وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شرکۃ الشرکاء واعوذ بک من شرور نفسی ومن سیات اعمالی والح علیک فی سؤال الھدایۃ لمحاسن الاخلاق ومکارم الاعمال واعتقد انہ لا یعیننی من ھذہ ولا یھدینی لھذہ الا الذی فطرنی وفطر الارض والسماء واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ افضل الرسل والانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم وعلی الہ واصحابہ ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء

اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی اللہ

الٰہی مین تیری حمد کرتا ہون اور ثنا کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری حمد و ثنا مین قاصر ہون تجھی سے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہین کرتا رنج و راحت مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی موت تیری ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین مین پناہ چاہتا ہون تجھ سے اپنے نفس کے برائیون سے اور اپنی اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہون کہ اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہین برائیون سے بچانے اور بھلائیون کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین آسمان کو اور گواہی دیتا ہون کہ سوا تیرے کوئی معبود نہین تو خدا لاشریک ہے اور گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہین سب رسولون سے افضل اور سب نبیون سے برتر ان پر اللہ کا درود ہو ان پر اور انکی آل و اصحاب پر بھی جبتک دن و رات آتے جاتے ہین جبتک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے اما بعد کہتا ہے بندہ ضعیف ولی

من خير الحمد والشكر على ما انعم الله تعالى
لطفه وكرمه اما من جملتها ان جعلني من حظ موسم الحج
عامه وقضى لي حجة بيته وزيارة نبيه عليه افضل الصلوات
والسلام سنة ثلث واربعين والف والف ثانيها من المائة
الثاني عشر واعظم من هذه النعمة بكثير ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنكرة
وزيارة زيارة مبصرة لا زيارة عمياء فتلك نعمة
اعظم عندي من جميع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلك المشاهد كما علمنيه ربي تبارك وتعالى
وكما استفدته من روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم
لتكون لي تبصرة للاخرى وتبصرة لاخواني عسى ان يكون ذلك اداء
لبعض ما وجب علي من شكرها وسميت الرسالة
بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل و
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم **فمن**
تلك المشاهد اني رايت في المنام
جماعة كثيرة من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار والا
شغال قد ظهرت على قلوبهم الانوار وعلى
وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة
الوجود ويشتغلون بنوع من الفكر في سريان
الوجود ظهرت على قلوبهم جهالة وتجاهل في
جنب الحق القائم بتدبير العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلى وجوههم سواد وقحول فاحتج
الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الا ترون
هذه الانوار والجمال علينا فنحن اهدى طريقة منكم

ہیں حمد اور شکر اللہ کی خدا تعالی دونو جہان کی نعمتون
اور رحمت کرنے کہ مجھکو اسکی نعمتون سے یہ بڑی نعمت عطا
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنہ ۱۱۴۳ ہجری ایک ہزار ایکسو تینتالیس میں حاصل ہوئی
یہ اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور نہ ساتھ
حجاب اور ناسمجھی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی نہ زیارت اندھون کی سو یہ میرے نزدیک
سب نعمتون سے بہت بڑی نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں لکھون
ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہیں اور
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیون کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہے ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے ہے
اون مشاہدون سے **مشاہدہ اول** میں نے خواب میں ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کے دیکھے ایک فرقہ اہل ذکر و یاد دہشت کا
ان کے دلون میں نور و چہرے تر و تازہ اور صاحب جمال تھے
ان کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود میں تھا ان کے دل میں
شرمندگی و خجالت اِس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر عموماً اور نفسون کی خصوصاً حق ہے ان کے
چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے دونو جھگڑتے
ہین اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہین آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پہ ہے

وقال لمعشر وحدة الوجود اليس ان اضمحلال الوجودات في وجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمناه سرا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما اشتجر بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم فقمت بين هؤلاء وهؤلاء فقلت من العلوم الصادقة ما يهذب به النفس ومنها ما لا يهذب به النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس بانحاء ذات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليس هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة الجامعة بحسب نص عامة الملاء الاعلى اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم لحقوا بمشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما سرحوا افكارهم في مدرك السريان ضاع من ايديهم التعظيم والمحبة والتنزيه التي عرفت بها الملاء الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك بحكم الفطرة فامتلاء العالم بمعنى فيتهم وما ورثوا منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانتم يا القائلون بوحدة الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہیں ہیں وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انھیں تنازع پڑی مجھکو منصف بنایا پھر میں ان دونو فرقوں میں منصف بنا اور کہا بعض علوم صادقہ ایسے ہیں جنسے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہیں جنسے نفس تہذیب نہیں پاتا اسواسطے کہ اللہ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کیں ہیں اور علوم حقہ میں ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس میں مستغرق ہوجاے تہذیب پاتا ہے اور سنورجاتا ہے اور جو مستغرق نہو مہذب نہیں ہوتا ہے نہ اصلاح پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم دونوں کا یہ مشرب نہیں تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تصریح فرشتوں کی سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہوگیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوا تھا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہوں نے اپنا فکر صرف کیا سریان وجود میں تعظیم ومحبت ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوائے افلاک بسبب سرشت کے اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سو آئے وحدت الوجود والو تمہارا وہ جزء گویا ہوا اور بولا

www.ahnafmedia.com

بهذا السر جزء وليس من شأن هذا العلم واما الجزء الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم من العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه غضاطريا مستحكمًا فالنشات المتزايلة ففهموا هذه المسئلة ولم تعنوا بها ثم قلت وهذا امر الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي التدلي هو شيء واحد متصل في ذاته سار في العالم كل كان العالم ستارة فوقه وهو الداخل فيه وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي تاثير وارشاده وحصل التصرف في الحق بالحق وهذا التدلي له جهتان فوجه يحل وجهًا الوجود الخارجي وهذا كان لون منطبع في الواح النفوس يسمى بالنور والوجه الثاني يحاذي حذو الوجود الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية ادرجت النهاية في البداية ومن وصل الى الذات بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لا ساحل له

معرفة عظيمة ادراك التدلي المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

جو اس علم کے لائق نہیں اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے وہ گونگا اور مسخ ہوگیا اور تم مین عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہین بالکل نہیں اس ستر کے لئے وہ شخص لائق ہے جس مین یہ جزو بہت راسخ ہو اور اسکو تکڑا تکڑا کر دے ظہورات گھیر لینے والے وہ دونون فریق سمجھ گئے اور یقین کرلیا پھر مینے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا ان اسرار سے جس مین تمہارا اختلاف تھا اُس مین مینے منصفی کردی الحمد للہ رب العالمین پھر میرے آنکھ کھل گئی

مشہد مینے اپنی روح کی آنکھ سے تدلّی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم مین سرایت کی ہوئی ہے گویا عالم اوس پر پردہ اور وہ بیچ مین ہے اس وقت مینے جانا کہ یہ وہ تدلّی ہے کہ عارف جب اسکی طرف متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس مین فنا ہو جائے تو اسکے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُس کا تصرف حق تعالیٰ مین صحیح ہوتا ہے اور اس تدلّی کی دو جہتین ہین ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس مین اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلّی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہین کہ ہم نے نہایت کو بدایت مین درج کیا ہے جو شخص اس تدلّی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہین جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئین ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار مین

معرفۂ عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے بندون کی طرف متدلّی ہونے کا ادراک اگر

معرفة عظيمة

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل وان
كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذلك
استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقا
مات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك
فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم ان
للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه
الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان ههنا لك
لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة
بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسبة ولها
في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صور
مجردة من مبدء الصور وهو العلم وان تفضي
الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال
اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا
اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر
بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى
كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل
ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح
الافلاك والملأ الاعلى وارواح
من مضى من الصالحين و
ربما ينزل لون من روية
الروح ربها الى النسمة
ومن النسمة الى جارحة البصر
فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربي
بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب
ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما من رؤ

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے
علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اسی طرح
انکے کلام حق سننا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا
ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں
تحقیق شریف جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کے واسطے
سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی
تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفہ ہیں ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے
متعلق ہے اور اوس میں حلول کئے ہوئے ہے
سو معرفت اشیاء میں اوس کی دو جہتیں ہیں ایک تو
مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اس پر فائض ہو
یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیاء میں سے افاضہ کرے
اور اوس سے متصل ہوجائے ۔ اور یہ اتصال اگر انکشاف
بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے
اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام
سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ
اعتبار کریں گے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے
اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ باتیں
کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو
نیک لوگ گذر گئے ہوں ان کی ارواح سے باتیں لیتا ہے
اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے
نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر
وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے اور اس وقت فرد کہنے لگتا ہے
کہ میں نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اس کا کہنا
اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

www.ahnafmedia.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ وتوھمن ھذا الباب
کلام موسی علیہ السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتھا وسمعت منھا فقلت عجبا للناس
تریک الناس یستضیئون منک ویستفیدون منک
الغلبة والظھور علی اطوار شتی ثم انھم ینکرون
علیک ویبعدون بک وانت لا تنتقمین منھم ولا
تغضبین علیھم قالت الیس ان تکبر ھو وانبتھا
جھم بانفسھم شعبة من ابتھاجی بنفسی فانا
فی کل ذلک لا التفت الی صورة التکبر وانما
التفت الی حقیقة الابتھاج وانما الکل ابتھاج
بنفسی فھل یعود لاحد ان یغضب علی کمال
نفسہ او ینتقم من نفسہ ثم افضیت الی
الشمس فرأیتھا فیاضا بالطبع والجبلة وکذا
کل فلک ورأیت ارواح الافلاک ملتئمة ومتو
فقة فی علومھا وھممھا **زیادة ایضاح**
ان شئت ان تلتمس حقیقة ھذا الوجدان
واصغ لما یلقی الیک اعلم ان علم النفس الناطقة
اعنی بھا نوعا بسیطا ھو تقیید القیومیة
الجسد واحد وتنزل الطبیعة الکلیة التی
ھی النقطة الفعالة فی الخارج بصورة
خاصة بمعلوم ای معلوم کان انما یکون
عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم ادراکھا
اما ان یکون لنشأة کلیة تشمل النفس او تشمل
جسمھا کالصورة الانسانیة والحیوانیة
او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا۔
ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا پہلے اسے دیکھا اور اس سے
سنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہین پھر تیرے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب کرتا ہے
تو اس نے کہا کیا ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے
خوشی مرحجان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین ان سب
حالتون کی طرف کچھ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی
کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی
شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمالِ نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے
یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا
پس مین نے اسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح
ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون
اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے اس
وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو
مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نوع بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے
قیومیت کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعال ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے
پھر اوس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا
نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عنصر یا قوت

www.ahnafmedia.com

To: www.al-mostafa.com

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس لمرآة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة تتجرد الى نقطة بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر ثانيا فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوى المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة الحب القوي على غيرها
اذا لم يكن هذه القوى منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
ولنصورهما ان تتجرد نفس الى قوة موجودة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحاسة تلك القوة
وانصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی خاص شے ایسے
کے لیئے ہوگا جو اس نفس ادراک کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کا ادراک کرے پس اگر اول ہی تو صفت ادراک کی واسطے
اس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اس کے ساتھ اور فانی ہوگی
اس کے غیر سے اس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہوجائینگے تجلی ذوقی تحقیقی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرِک اور مدرَک کے اس صورت مین ایک
ہوجائینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کی واسطے اس
حقیقت قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اس جزو کی جہت سے جو اس جزو پر غالب ہے اور
اس قوة پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوة منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنبہ ان دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوة ہے لیکن اس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے ۔ پس ادراک کیا موثِر نے موثَر کو
اور موثَر نے موثِر کو اوس قوة کے حس سے اور یہ
اس سے ملگئے تو ظاہر ہون گے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوة جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہوجاتی ہے انمین

www.ahnafmedia.com

فتنعزل عن احكامها وآثارها وانما يبقى
حكم الغالب فيقال اثرت هذه النفس في
تلك النفس وافادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبت من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها او في موضع متفرعا حتى تلاشت احكام
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لا بد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا في جميع المواطن بل
في موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك في هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان بهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان تنجر كل نفس الى
ملاحظة نفسها مغمورة في معنى الاتحاد
فتتأثر بافضائها اليها مع انفكاكهما وشعور
انها ليست هي من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه وهذه الحالة نسميها رؤية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون انفصاله
اما من جهة الغالب وقبوله اما من جهة المغلوب
فمثال تجلي نفس زيد لنفس عمرو ومعرفته

تو معزول ہو جاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب
باقی رہ جاتی ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس
میں اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس
نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزو کی طرف
توجہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اس میں اماسے
استغراق سب قوتیں اور اجزاء نابود ہو گئے تو اس وقت غلبہ اور
استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسوں کا اتحاد سو مطلق نہیں بلکہ قوۃ
اور جزو کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعت کلیہ کی کسی جگہ
میں - اور اوس کے یہی معنے ہیں جو ہم نے کہا مدرک اور مدرک
ایک ہو جاتے ہیں اس صورت میں اور جب تم نے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اسکے حال ہیں اور
وضع ہیں - اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اوس میں
اور اس کے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ ہر نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اوس کی فنا کے وہ جا بجے مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس متاثر ہوگا
بسبب ملجانے کے اس سے باوجود کہ جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہ وہی نہیں ہو گیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے
اس حال کو رویہ کہتے ہیں اور تیسرا یہ کہ غالب ہو جائیں سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوۃ کا حکم [illegible]
یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر [illegible] گی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویہ کے تو انفصال ہوگا غالب
کی جہت سے اور قبول [illegible]
مغلوب [illegible] جہت تو کہیں گے [illegible]
نفس [illegible] عمرو کے نفس اور اس نے [illegible]

www.ahnafmedia.com

هذه كلامها ولابعدها ان تغيب احكام تلك
القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
طفيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة
متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة فهذه اربع حالات ولكل حكم تمكن من
التدبر فيه والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة
جبلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيست الى
السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى
الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة
دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان به غرضه ولما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام
السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة
الفوقية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت قلت
فهذه الحاسة هي التي بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما
استقلت هذه الحاسة وابدعت من خيال العرش
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سُنا اور چوتھا یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت سے
غائب ہوجائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف
محفوظ اس قوۃ کی ضدوں میں اور اُن سے جدا اس وقت
کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہوگئے
ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہوجاتی ہے تو یہ چار
حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے
کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسیمیہ ہے اس میں حاسہ
جبلیہ ہے وہ متصل ہوجاتا ہے اسوقت اگر کان کا قیاس
کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف
تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور اسی حس مشترک
سے ہر ایک کا احتلام ہوتا ہے آنکھ کا تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو
دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے
حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھکر منہ میں
پانی بھر آئے اور قوت لمس کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو
اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن
ملے اُس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا
راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ تو یہ حواس ظاہر کی
طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے
لذت اٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام
حواس ظاہر اور ادراک اِن کے پورے ہوتے ہیں
اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی
ہیں بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور
خیال عرش سے اپنے موافق موجودات
مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن متشکل

www.ahnafmedia.com

الجن والملائكة **مشهد آخر** رأيت كل
من شعائر الله نورا يعلو ففطنت بحقيقته
انما حقيقة النور مناسبة الشيء بالروحانية
وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات
فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه
ادراكا انطباعيا بان ينشرح وينفسح ويز
داد مناسبة بالروحانيات والناس اذا
توجهوا الى شعائر الله صاروا احزابا فرقة
انما ينتفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هذا
الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله
وحزب تنفتح حدقة من احداق روحها فتبصر
بالنور فتغلب قوته الملكية على البهيمية وحزب
تمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذي
هو اصل هذه الشعائر فيبهت امامه

مشهد عظيم وتحقيق شريف اطلعني الحق تعالى على حقيقة
التدلي العظيم الجليل المتوجه الى نوع البشر
المراد منه تيسير قربهم الى الله المتمثل
في عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين
خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة والقرآن
العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة
معرفة هذا التدلي الوحداني في ذاته
المتبرز في بروزات كثيرة بحسب المعدات
الخارجية اعني اوضاع البشر وعاداتهم

ہوتے ہیں اور فرشتے **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کے
حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی
روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اس میں روحانیات
کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک
کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی
اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے
روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ
ہوتے ہیں تو گروہ میں بٹ جاتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے
نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاتے ہیں جو کام کرے اللہ کے
واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے۔
ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے
معلوم کرے اس کی قوۃ ملکیہ غالب آجائے قوۃ بہیمیہ پر ایک
وہ گروہ ہے اس نور میں غور کیے اور ادراک تدلی کرے
وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے

مشہد عظیم و تحقیق شریف حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا
اس تدلی عظیم و جلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے
مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہوتا ہے
وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال میں منفسر
ہے کبھی عموماً ہر ایک نبی اور خصوصاً ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب
آسمانی سے دوسری عموماً کتابیں اور خصوصاً
قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے
ساتھ تعریف پہچاننا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں
موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعوں کی اور عادتوں کی

ومركوزات اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا تفارقهم فيعدون في حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الحسي متى اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعني على حكمة الانفصال عن
تمايز كل انفصال عن الانفصال الآخر بخاصة
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفصالها اعلم ان الشخص
الاكبر لما انفرز في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واحب ان يعرف في ملأ الصورة
علمية لها وجهان وجه يجد وجد وما في
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يجد وجد
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل
ومن وهذا النصيب يتخصص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
ما في جوفه وحشوه فنصيبه من
معرفة ربه تنزل واما تنزلات هذا التدلي
منازل مقيد فيها ان هنالك بقدر التجلي
[illegible] ويراعي في هذه التنزل احكام المحل
فهذه معرفة عظيمة فعض عليها بالنواجذ

اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہے ایسی چیزیں ہیں کہ جب برزخ میں جاتیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں ان سے جدا
نہوں آمادہ کریں حظیرۃ القدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفصال کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہچانے پر اوس خصوصیت کے
جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اوسکے
لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے ان شاء اللہ تعالیٰ اوس کی
وحدانیت کی حقیقت اور انفصال کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے
پہچانا اپنے رب کو اور [illegible] اوس سے
تو اوس کے دل میں صورت علمیہ ہے جس کی دو جہتیں ہیں
ایک اوس طرف ہے جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف ہے جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس
جہت اخیرہ سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے
اور یہ نصیب ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کے معرفت کے سبب اور اوس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ
جوف و حشو میں اوس کے ہے اوس کے نصیب
میں اپنے رب کی معرفت میں تنزل میں ہے
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید میں یہاں
نازل ہوتی ہے بقدر تجلی کی اور رعایت کئے جاتے ہیں اس
منزل میں احکام جانبین کے پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب دانتوں سے پکڑ

www.ahnafmedia.com

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح
ظاهرة او خفية كان اول ما ظهر من احكامه
انه عرف ربه واخبت اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعان
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مداركه وهذه معرفة اخرى
ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى بارباب
الانواع تعين لكل نوع احكام متميزة عن
احكام نوع آخر وكان ذلك في المثال وكان
منها الانسان فميز من سائر الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقى يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا انغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا نغمة بنغمة تحصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
تعطيه القسمة الحاصرة العقلية ترتيب
الابعاد بعضها ببعض هلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدة اشخاص فيضبطها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيخبر كنا
هذا اليوم في تلك الساعة في ... الخ
... في يوم وساعة ... وهكذا ...

غرض جو فلک اور عنصر جدا ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے
ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اوس سے
خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص
اکبر سے اس لئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے
اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص
اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اوس میں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان
صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے
پھر جب جدا ہوئیں مثالیں جنکو رب النوع کہتے ہیں
تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اس کے حکم ایسے کہ تمیز ہوں
دوسرے نوع سے اور یہ مثال میں تھی اور ان میں سے
انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ
پانے معرفت کے اور مہمل چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی
پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم
انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تا سے
نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم
اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہ
پھر ابعاد حاصل ہوں گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم
جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصرہ عقلیہ سے بعد ابعاد کو
ابعاد سے مرکب کرنا چاہتا ہے یہی طرح
یہاں تک کہ ... ہو جاتا ہے محصور ...
... سے یا ... کہتا ہے ... حکم
... اور ... خاصیت ... وقت ...
... اس طرح کا ...

الی غیر النہایۃ فلو ان عمرہ امتد الی الابد ما
تنقضی عجائبہ وہی کلہا انفسا لہا حملۃ ولا
بالقسمۃ الحاصرۃ فلما ظہرت الاشخاص
البشریۃ فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتہم وقواہم منہم الزکی ومنہم الغبی
ومنہم صاحب النفس القدسیۃ رجعت
الی اللہ ہممہم ونفوسہم وخلاصۃ بشر
یتہم فی حظیرۃ القدس فصاروا ہنالک
کالامر الواحد یقع علیہم اسم واحد وینسبو
الی مثال واحد ہو الانسان الالٰہی ویتقارب
امورہم ومدارکہم تنزل ہذا التدلی
الاعظم ہنالک فصار ذلک فی عالم المثال
قدم صدق لہم ومقاما معلوما بالنسبۃ
الیہم ونصیبا لہم من ربہم فکانت النفوس
الانسانیۃ اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیۃ والہیأت الفاسقۃ الجسمانیۃ
قطفت الی ہذہ الحظیرۃ فبرق ہنالک
بارق جلال ثم تجلی سعہ تبقے حائرۃ کہیئۃ لا
تدری من این الی این ولا تعرف حیلۃ فاقتضے
تدبیر الحق ان یتحرک الیہم ہذا التدلی ویتنزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر قربہم الیہ
وانصباغہم بہ فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوۃ
وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینہم
سخر الاکمل الاعقل الاوثق من کان دونہ

اسی طرح سے نہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہوں عجایب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُن کی
استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضے زکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہو گئی
اُس جگہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائیں مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہیں اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہو گیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب ہیں اُن کے رب کی طرف سے تو جب وقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اُٹھائے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکے وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت مین ہیں کہ کہاں تھے
کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور مشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہاں تک اُس سے قرب آسان ہو جاتا ہے
اُسے رنگے جاتے ہیں اُس وقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات
کہ موافق معدات کے ہیں یہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ
اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں
تو جو اُن میں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ اپنے سے کم

في التدبير المنزلي والسياسة المدنية فكانت
دين البشر وخلقهم وامرًا من كوزًا في اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك في صدورهم كالارتفاقات
الضرورية الاولية من غير تامل ولو
ماتوا جروا ذلك معهم الى برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معدا لانصباغ هذا التدلي بصور
جسمانية هي تقدم شخص انساني على سائر
الاشخاص وصدوره عن رايه ونفخت في
هذه الصور الجسمانية روح الهية وظهرت
بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعني
هنا من النبوة ما كان على وجه الرياسة
والتقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان
العلوم فقط وان يستتبع انقياءً منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة التمهيدية كما
لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم وكان
من تلك الانصباغات الصلوٰة وذلك
لان كل خلق عند البشر له افاعيل هي تبعه
وهيكل في المحسوس ينضبط السر المعنوي
بذلك الهيكل وينصرف الاحكام من مدحه
وهجوه اليه وهو الذي يذكر ويخبر عنه
ويشار به الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
دينهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق
خلقا من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

مرتبون کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی و سیاست مدنی مین تو
ہوجاتا ہے دین بشر اور خلق اور ایک امر ذہن مین جما ہوا
اگر زندہ رہین تو اوس کو پائین اپنے سینون مین مانند رفاقت
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائین ساتھ لیجائین اپنے
برزخ اور معاد مین تو یہ امر ہوجاتا ہے مُعِد اس تدلّی کے
انصباغ کی صورت جسمانیہ مین اور وہ تقدم شخص انسانی ہے
سب اشخاص سے اور اُس کا صادر ہونا اُس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اُس صورت جسمانیہ مین روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتے ہین اُس کی برکتین کہ ہوجاتے ہین
نبوت و رسالت اور یہان میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کی ہو۔ نہ فقط فیضانِ علوم اور متابعت چاہیئے
انقیاد کی اُن سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامع
تمہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انصباغات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہین
اور وہ کالبد جسم ہے محسوس مین اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہین اوس صورت مین اور اُسی کی طرف احکام
مدح و ہجو کی منصرف ہوتے ہین اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہے جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دین بشر کا اور یہی ذہنون مین جما ہوا امر ہے حق تعالیٰ
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیئات نفوس سے اور رنگ اُن کی روحون کے
رنگون سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

www.ahnafmedia.com

في حظيرة القدس واعني بذلك الخلق والهيئة
الاحسان والخشوع لربه والتنظف عن هيئة
ظلمانية فاسدة فهذا خلق موجود في حيز
امتزاج النفس بالحيوانية لكنه اشبه الاشياء
بالمقام المعلوم الذي في عالم حظيرة القدس
فجعله كانه هو كما جعل البدن كان النفس
ثم اصطفى افعالا واقوالا يكون تفسيرا لذلك
الخلق وتنطبق عليه فجعلها كانها هو وكان
من تلك الانفسارات الكتب المنزلة وذلك
لان استخاص الانسان الصعود بالكتابة الكتب
وجمع الرسائل لينفعهم في الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ويبقى نص صاحب الكتاب
غضا طريا ولا يحل غلط في الرواية بالمعنى
والنسيان فلتثن ذلك فيهم فجرت هذا
التدلي بصورة اخرى حتى وما عندهم فصار
الرسول المحظي بالبوارق الخاطفة له من
البشرية الى حظيرة القدس خادما لارادة
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلى
يجادلانهم البشر في شبهاتهم الفاسقة
الارادة رحمة ربهم والهام الخير في صدور
هم وحيا مسلوا في ملك الرسول فانتظم
الكتب وكان اول كتاب الله التورية وانما
فيه صحف تشتمل على علوم قد درست
على ما بين يديه فجمعها ما شاء من الالهة
وكان من ذلك الانفسارات المعتدة وذلك

حظیرۃ القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت
سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے رو برو
اور پاکیزگی ہیآت ظلمانیہ فاسدہ سے پس
یہ خلق موجود ہے حیز میں امتزاج نفس بالحیوانیہ
کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم
ہے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اوس خلق کو
کر دیتا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ
وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے افعال و اقوال
کو وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور برابر کرتا ہے اُس
خلق پر گویا کہ ہو بہو ہیں اور انفسارات سے کتب آسمانی
ہیں اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ
کتابیں لکھیں اور رسالہ جمع کریں کہ زمانہ دراز تک
نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب
کی نص باقی رہے بہت مضبوط اس میں غلطی نہو روایت
بالمعنی کے اور بھول نہ ہو اور یہ کتابت پھیل گئی
پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل
اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو ہو گیا رسول بہرہ یاب
بوارق خاطفہ کے سبب بشریت سے طرف حظیرۃ القدس کے
الحق کے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور شبہ سے
مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ میں رحمت رب کی ارادہ سے
اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں وحی تلاوت ہو ہوا
رسول کے دل میں سو منتظم ہو گئے کتاب اور پہلے کتاب
اللہ کی صحیح توریت اور اُس سے پہلے صحیفہ تھی
کہ مشتمل تھی ان علوم پر جو نبی کے قلب میں منقش تھی پھر
کر لیا جس نے چاہا امت سے اور ان انفسارات میں تمت ہے

www.ahnafmedia.com

لان اشخاصا من البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم ودخل في ضروريات علومهم فجعل الله
قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانعقادات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد الكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصا
حبها والتحق ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط ما لم يتعين له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعا علما
مناسبا لهذا الامر ان يكون هنالك قوى الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه ومعينة لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا
وتدلي اليهم بايجابه عليهم ثم اعلم ان الشرائع
تنعقد الا في العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقاه وكذلك
الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك
وحي الله الى العربي باللغة العربية والى السرياني

اور یہ یون کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس مین اسمین رسم
منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئین رسوم منزلیہ اور مدنیہ
اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر ان کے
نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم
مین داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد
ایسی رسم کا جسمین رضاء الہی ہو اور برکت اور نور ہو
سو وہ شرع ہے اور ملت اور ان انعقادات سے
کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یون ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ
حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین بنایا مکان آفتاب کے
نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے
اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان مین
اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہو گیا اور توجہ اسکی طرف
امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہ امر بعید کے
مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل مین اسکے [illegible]
جتا کہ انھون نے جو جانے اس امر کے واسطے
مناسب سمجھے کہ وہان قوائے افلاک عناصر بقا کے مقتضی ہون
اور جاذب ہو لوگون کی دلون کی اوسکی طرف اور مقرر کئے اوسکی تعظیم کیواسطے
طریقے اور وضعین اور تدلی کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے ان پر
یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ
کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتین کیا جو بری ہوتی ہین
اونکو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے
الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو ذہن مین اس شخص کے ہین
جسکی طرف بھیجا جاوے اسیواسطے اللہ نے عرب لوگون کو عربی مین بھیجی اور سریانی

www.ahnafmedia.com

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون إلا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة ولذلك الأكمه لا يرى في المنام الألوان ولا الأشكال وإنما منامه اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والأصم الأكمه والأصم لا يسمع في منامه صوتا وإنما رؤياه البصر واللمس ونحوهما وإن شئت الحق فلا تنعقد صورة ما بإفاضة غيبية في نشأة سواء كانت هذه الإفاضة عادية أو خارقة للعادة إلا بأحكام تلك النشأة إنما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة ألوانا وأشكالا خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كان الفرس يحتمل أن يكون طوله أربعة أذرع وأزيد من ذلك وأنقص فكان هذا أربعة أذرع لا يزيد ولا ينقص فهذا ليس إلا في تلك النشأة لا غير وكذلك مميزات النوع التي مايزت هذا النوع من النوع الآخر كلها أمور داخلة في النشأة الجنسية فإذا كل فائض بهذا الوضع مخصوص بصفة الملابسة معدة من تلك النشأة خصصته بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو أن إيجاد الصور أمر على الإمكان والتقدير والذي يستصعب أمرها على المسلمات والمشهورات والأمور التي تطمئن بها النفوس فلذلك كان كل تدلي له معد من مسلماتهم فالمراد بالتدليات أن يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون على الزيادة عليه ثم يثبت جوارحهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان مین اور اسی طرح خواب صادق منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون مین جو ذہن مین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ نہین دیکھتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو وہ خواب مین کچھ سنتا نہین اوسکا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت نہین منعقد ہوتی افاضۂ غیبیہ کے ساتھ عالم مین برابر ہے کہ ہو یہ افاضہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ گھوڑا کل مشخصات اوسکے داخل ہین عالم فرسیہ مین گویا گھوڑا احتمال ہے یہ کہ طول اوسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہ ہونگے مگر اوسی عالم مین نہ اور جای اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت مین پس اب ہر فائض ساتھ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے ساتھ اوسکے واسطے ضرور ہے معد اوس عالم سے جسنے خاص کیا ساتھ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اوسکا امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اوسکو واسطے معد ہین اونکے مسلمات سے اور مراد تدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر نہون پھر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عادت ڈالین

www.ahnafmedia.com

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان
عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن
مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرائع
والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم
نعم هنالك بركات تعين الصدق من التمييز الحق
من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي
لا بد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق
المشهور فنقول لا تتوقف على الامر الجلي المطوي
على عدة بل يختص بالامر فاصل الشيء على العادة
لا يجاوزها فما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب
سماويا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه
بركات لا توجد في غيره فبالبركات خرق العادة
لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة
الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون
ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول
يأكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم
مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وانما كانت
صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك
يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم
يرونه بابصارهم كما صرح الحق في صورة
الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك
بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها
الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبينين لها
ولفروعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل
كثيرة والحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

پس جسوقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا
ہو ایسا ہی کریں کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں دلون کو
اطمینان آجائے لیکن تمام شرائع اور تدلیات موافق مشہور
اور مسلم کے ہیں ہان یہان برکتین ہین تمیز صدق کی جھوٹ
سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل مین
کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلی مین ضرور ہے خرق عادت تو
کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہین کہ امر جلی پیچیدہ پر
شبیہ سمجھا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ کر دیگا اوس امر کی اس
اصل شے کی عادت پر ہے اوس سے تجاوز نہین ہوتا رسول
فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی مجمی اور نہ گھر نور کا لیکن
اوسپر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اوسکے غیر مین نہین پائی
جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور
کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونو امرون کے
فرق مین تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ
کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازارون مین پھرتا ہے تو اسنے
اون کے قول کو رد کیا اور اون کے اعتقاد فاسد کی رسوائی
کی اور اسی طرح نہین صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اوسکے
ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو —
اور وہ آنکھون سے دیکھین سورہ فرقان وغیرہ مین
جیسے اللہ نے اس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہون
کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیون سے ہے
اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور
ہم نے قرآن وحدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان
کرنیوالا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت
مسائل مین الحمد للہ اولا وآخرا مشہد عظیم

www.ahnafmedia.com

نفث فی روعی من قبل الملأ الاعلی اسرار الحظیرة
حتی امتلأت نفسی ونسمتی بها وها انا اذکرها لك
تفصیلا فعض علیها بنواجذك اذا اردت
ان یحصل لك کمال الملأ الاعلی التی اصمرین فلا
سبیل الی ذلك الا الدعاء وکثرة الاضطرار بین
یدی ربك والسؤال منه بجهد عن عزیمة وصدق
همة لاسیما اذا سالت منه ما انت مشتاق الی
تحصیله عقلا وطبعا وکان فیه تکمیلك وتکمیل الناس
ولطف بعامة خلق الله فاذا رسخت ملکة الدعاء
فیك وعقلت کیف تسال الله بصدق الهمة
انخرطت فی سلك الملأ الاعلی وقد اشار سید
نا ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم الی ذلك
حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
والرحمة او کما قال ومن اراد ان یحصل له ما للملأ
السافل من الملائکة فلا سبیل الی ذلك الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القدیمة
التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوة
وتلاوة کتاب الله وذکر الله باسمائه الحسنی
او باربعین اسما مما هو مشهور فهذه کله
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة
الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه
سواء بالنسبة الی الفعل والترك ثم یسال الحق
تبارك وتعالی ان یبین له ما فیه المصلحة ویجلس
متطهرا جامعا لخاطره ینتظر لمنشرح خاطره
الی احد الجانبین ومن اعطاه الله تعالی فهم

میرے دل مین ملاء اعلے سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اور نسمہ اون سے بھر گیا اور وہ تجھ سے بیان کرتا ہون
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھون سے جب تو چاہے
کہ تجھکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو مخصوص ہین تو اسکا کوئی
رستہ نہین مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اوس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً
جسوقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اوس مین تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھہ مین راسخ ہوا
اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرویا گیا تو ملاء اعلی کی لڑی مین اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہان فرمایا ہے کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اسکا کوئی طریق
نہین مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدون مین
جائے جنمین بہت اولیاؤن نے نماز پڑہی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا جو چالیس نام مشہور ہین اونکا ذکر اور یہ سب باتین ایک
ایک رکن ہو گئین اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امرون مین اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نکرنے مین پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمین مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمعی سے انتظار مین کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

www.ahnafmedia.com

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا بعد
عهده عن الصلوة وتراكمت عليه الاحداث
والجنابات وامتلأت حواسه من الالوان الرثة
والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها
ويعاينها ويتأذى منها ويتنفر بجبلته عنها ثم اذا
توغل في الطهارات والصلوة وجمع الحواس في
الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويعاينها ويحبها
ويلتذ بها وكانت الحالتان معلومتين
متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن
بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان لا شك
في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء والذكر
كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور
من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه
في باب الاحسان **مشهد آخر** رأيت
في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن
والحسين رضي الله عنهما اتاني في بيتي وبيد
الحسن رضي الله تعالى عنه قلم قد انكسر لسانه
فبسط الي يده ليعطينيه وقال هذا قلم جدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى
يصلحه الحسين فليس كما اصلحه الحسين
فكالو يصلحه فأخذه الحسين رضي الله عنه فاصلحه
ثم ناولنيه فسررت به ثم جيء برداء مخطط فيه
خطاط خضر وخطاط بيض فوضع بين يديهما
فرفعه الحسين رضي الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہو تا آجائے یا اوسکے
حواس بہر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے
جو سُنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے جبلہ سے اوس کے پھر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر میں تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کر لے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتیں ہوں جدا جدا معلوم ہو جائیں جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر بسبب حرف
و لفظ و خیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب میں **مشہد** میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کی
دسویں تاریخ ۱۱۴۴ھ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
میں کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے
ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر
اونہوں نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھکو عنایت کریں
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پھر فرمایا تا کہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہیں ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تھا
پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پھر مجھکو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اوس سے پھر آئی
ایک چادر دھاری دار کہ سبز دھاری ایک سفید تھی پھر اونکے
روبرو رکھی گئی حضرت امام حسین نے اُٹھایا اور فرمایا یہ چادر

www.ahnafmedia.com

وهذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم ظهر البيت فـ
وضعته على راسي تعظيما وحمدت الله تعالى ثم
انتبهت

مشهد عظيم في تحقيق شريف

اعلم ان الايمان بما انزل الله تعالى
على نبيه صلى الله عليه وسلم على ضربين ايمان
الرجل على بينة من ربه وايمان بالغيب اما الاول
ايمانه على بينة من ربه فمثله كمثل رجل شهد
الامير حين خلع على وزير خلعة الوزارة
وولاه امور المملكة وبعثه الى الناس يخبرهم
بذلك وامثال ذلك وبعثه وكلفهم بذلك
فكل هذا امر قد رآه وسمعه ابصره عيناه حين
خلع وسمعت اذناه حين قال ووعاه قلبه حين
كلف فهذا الحاضر لو يصير وزيرا بالحضور ولا
مبعوثا الى الناس ولكن صار مكلفا على بينة
ومامورا مشافهة واما المؤمن بالغيب فمثله
كمثل رجل اعمى اخبره بصير بطلوع الشمس
فاستيقن به حتى انه لا يجد في قلبه نقيضا ولا
احتمالا ضعيفا ايضا ولكن جزم قلبه انما انه
ان البصير اخبر بالامر من دون توسط البصير
والكامل من الافراد من جمع الايمانين فله
ارتباط بالحق الاول لا يقبل التوسط من شيء
من هذا الارتباط جميع العلوم التي انزلها الله
تعالى على انبيائه فاستيقن بها بل اطمأن وكان
على بينة من ربه فليس له بحسب هذا الا
رتباط ناموس يحفظه ويسلك سبيله

یہ جبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس میں نے اسکو اوٹھا
لیکے اپنے سر پر رکھے تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا
پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

بیان لینا چاہیئے کہ ایمان لانا اوس شے پر جو اسنے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بینہ
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
میں جائے اوس وقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کرے امور مملکت کا اور اوسکو بھیجے کہ لوگوں کو خبر کر دے
ایسی ایسی اور اوسکو بھیجکر اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے آنکھوں سے دیکھا
خلعت دینے اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد رکھا
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانے کا وزیر حاضر
ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا
دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندھا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اوس نے
یقین کر لیا ایسے کہ اوسکے دل میں اوسکے عکس نہیں آئی نہ کوئی احتمال
ضعیف بھی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد میں
وہ فرد ہے جسکو دونو قسم کا ایمان ہو اور اوسکو ارتباط حق سے ہے
پہلے ہی سے جسمیں توسط نہیں اس ارتباط سے اوسپر ترشح ہوئی ہیں
وہ سب علوم جو اسنے نازل کیے اپنے نبیوں پر اوس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہیں کوئی اوس پر کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکھے آگے سے

www.ahnafmedia.com

وإنما حفظ الحق له وعصمته هو الذي يمسك بينهما فهو يحس بهذا الحفظ بحيث لو انقطع لما كان مستقره إلا الهاوية السفلى وهو بحسبه محقق بالعلم الإلهي وعليه خلافة التنزلي بهذا وحذو العوام كمال الإيمان بالغيب والاحتفاظ بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له فلا إيمان يتحققان الفرد ولكن عند شعشعان أنوار الإيمان الأول قد يخفى الثاني وكنت ذات ليلة أصلي التهجد في الحرم إذ تشعشع أنوار الإيمان على بنيتي فغلبت وبهرت فتأملت الإيمان بالغيب فلم أجده ثم تأملت فلم أجده حتى تيقنت عليه وأنا آسف ثم بعد حين ما ظهر هذا الإيمان واطمأن الخاطر فتدبر

تحقیق شریف

الأولياء كثيرا ما يلهمون بأن الله تعالى أسقط عنهم التكليف وأنه خيرهم في الطاعات إن شاؤوا فعلوها وإن لم يشاؤوا لم يفعلوها وحكى سيدي الوالد رضي الله عنه عن نفسه أنه ألهم بهذا وأنه دعا الله تعالى أن يقيم عليه التكليف وما اختار إلا التقيد ولم يكن من مذهبه سقوط التكليف عن أحد من خلق الله ما دام عاقلا بالغا فرأيت هذا الإلهام حقا ويرى مذهبه حقا ويتحير في التطبيق وأخبرت عن سيدي العم قدس سره أنه كان يخبر عن نفسه أنه ألهم بسقوط التكليف وقيل له إن عبدت فخير وإ

اوسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو روکے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ہے ٹھکانا ہے اور وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے واسطے ہی تنزلی مقابل عوام کے جنکا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اوس سے محبت صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان مجھ پر چمکے اور غالب آگئے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نہ پایا اوسکو پھر سوچا میں نے تو اوسے نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا میں حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر کچھ دیر میں ظاہر ہوا یہ ایمان اور مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کرو

تحقیق شریف

بہت اولیاؤں کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکلیف شرعی معاف کی تمہیں اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے اپنی حکایت بیان کی ہے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور اونہوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونا کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی بھی اور میں دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق میں متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی اگر تم سے ذکر

www.ahnafmedia.com

من النار فانا قد اجرناك عن النار وان عبدتنى
طمعا فى الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها
وان عبدتنى طلبا للرضا فانا قد رضينا عنك رضا
لا نسخط بعده فقال ربى انما اعبدك لا لشئ من ذلك
وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط
عنهم التكليف والله سبحانه هو الذى يقيم عليهم
النواميس من غير اختيارهم وهذا روى عن كثير
من احباء الله تعالى والسر فى ذلك عندى ان الانسان
اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس
الى الايمان بها على بيّنة وجد هذه العبادات
والنواميس فى نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا يقدر على تركه ولا معنى لتعلق التكليف
به لانها من الجبلة التى جبل عليها سواء كان
هذا السر واضحا منشرحا او مجملا ترشح من ذلك
على باطنه خطاب من الحق انما مثالهم هذه
الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط
عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التفسير
من اختياره وقصده وانما مثل هذه الامور عندى
مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها وانما تعبير هذا
الالهام حصول هذا المقام الذى هو منار
الالهام والحق عندى ان الالهام كل حق لكن
منه الفائض عن لسان خاص ومنار معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثانى
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى التعبير

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت سکے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کرلیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی خفا نہ ہونگے
تو اونہون نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لیے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ
قائم کردیتا ہے آن پر فرمان و شریعت ان کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہی
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علے بینہ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اونوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھ معنی نہین اوس سے علاقہ تکلیف کے اسلئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو کہ اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اوسنے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلابد من استنباط رجل تام المعرفة ومن الهام يحتاج فتدبر

تحقيق شريف ومشاهدة جليلة اخرى

اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها انحل من القوة البهيمية شيئا وقويت الملكية واستقلت بما حصلت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا وجدت البهيمة ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة وانقادت البهيمة واجتمعت بشراشرها تحت تصرفها حصل للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب الملكية وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية وكان خلقا لهذه النفس وديدنا وجبلة لا تنفك عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان اذا عمل عملا رضي به الله تعالى وتعلق وجه الجملة لكونه سببا لتفريج الكرب عن الناس كافة او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه في الخلق من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس معدودة في عداد التدلي بان انبعثت هذه النفس وطمحت بجملة همتها الى التدلي واندرجت فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود واحد منها يشملها الرحمة الالهية فيظهر حينئذ للنفس انشراح وانبساط ومنها ان النفس اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالتخيلات كالاشغال القلبية او بالوهم الهائل الجبروت وهو الذي يسميه اهل الزمان بالياد داشت

توضرور ہے اونمین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو

تحقیق شریف ومشاہدہ

اور جاننا چاہیئے کہ جب ارواح اجسام سے جدا ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہوجاتی ہین اور قوتین ملکیہ مستقل ہوجاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئے وجہون پر ہے اونمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو بہیمیہ مطیع ہوجاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہوجاتی ہی اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین کمال حاصل ہوتا ہی اور جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ خلق وعادت ہوجاتا ہے اور دیدن اور جبلت ایسی کہ کبھی ایسے جدا نہو اور ایک ان مین سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اوسپر رحمت کرتا ہے اسلئے کہ وہ انسان لوگون کی سختی دور کرے سبکی یا اسلئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنے ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی مین کہ یہ نفس التفات کرے اور صرف تبع ہو ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب آئین یہ تینون وجہ جمع ہوئین یا ان مین سے ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اوسوقت اس نفس کے واسطے انشراح کلی ہوتی ہے اور خوشی اور بعض انمین یہ ہے کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم جو جبروت کے حال کے ہو اور وہی ہے جسے اہل زمانہ یاد داشت کہتے ہین

www.ahnafmedia.com

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة تراءى
بعض من كثير لما أصيب ذلك نور بليادداشت وهذا
نور الاحوال وخلاص النفس اذا كانت معرضة
للتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صرفا ورقة قوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخفقها ارادات متجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها
رقائق كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة وضعت
في الشمس امتلأت نورا وضوءا او كحوض
ممتلئ ماء ضربه نور الشمس في يوم الصحو وقت
الهاجرة فاكتسى الماء نور الشمس فاذا علمت ما قلنا
وفهمته فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله
تعالى عنهم ووقفت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر
كتلك الانوار المحسوسة حتى ترددت في ادراكها
بالحس او ببصر الروح ثم تأملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي تمثل
الهلال الثالثة فتأملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہوجاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیطا اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور انہین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
نفس جب ہوجاتا ہے اون مین سے جو تیزرو ہین واسطے
بدلنے حال خوف ورجا اور قلق اور شوق وانس وہیبت
وتعظیم وغیرہ کے دوست ہوجاتی ہے اس کے جوہر کی صفائی
اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اوسکو
گھبرا نہ لیا ارادون متجددہ نے تو اوس مین منطبع ہوجاتے ہین رنگ
اسمار الہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہوجاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دہوپ مین رکھا ہوا ور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جس پر آفتاب چمکتا ہو اور نہوا ہیری
ہوئی ہوا اور دوپہر کا وقت ہوا اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہدار بدر کے رضی اللہ اور مین ان کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو انکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھون کی آگے ہے یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفرا
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے

www.ahnafmedia.com

النبي صلى الله عليه وسلم في يوم ولادته والذين يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم ويذكرون ارهاصاته التي ظهرت في ولادته ومشاهده قبل بعثته فرايت انوارا سطعت دفعة واحدة لا اقول اني ادركتها ببصر الجسد ولا اقول ادركتها ببصر الروح فقط الله اعلم كيف كان الامر بين هذا وذاك فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة المؤكلين بامثال هذه المشاهد وبامثال هذه المجالس ورايت يخالطه انوار الملائكة انوار الرحمة

مشاهدة اخرى بالاجمال لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة على صاحبها افضل الصلوات والتسليمات رايت روحه صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا في عالم الارواح فقط بل في المثال القريب من الحس فادركت ان العوام انما يذكرون حضور النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوات وامامته بالناس فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة ولكن اكثر الناس عامة لا يلهمون لشيء الا بما يلتفت شيء من علوم اروا‍حهم فياخذون اما حقيقته واما شبحه فيخبر واحد ويتلقاه الآخر بالقبول لما ادرك ادراكا اجماليا ويسمعه ثالث فتقوى بوجه آخر ورابع فيدرك شبحا مناسبا وهلم جرا حتى يتفق امة من الناس على ذلك فليس اتفاقهم في مثل ذلك سدى فلا تردد

مولد مبارک مین تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو مینے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے مین نہین کہتا کہ ان آنکھون سے دیکھا اور نہ کہتا ہون روح کی آنکھون سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھون سے دیکھا یا روح کے مین تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور اون ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسون پر موکل ہین اور ایسی مشاہد پر اور مینے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونون ملے ہوئے ہین۔

مشاہدہ جب مین داخل ہوا مدینہ منورہ مین اور زیارت کی روضۂ مقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ کی روح مبارک مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھون کے قریب قریب تو مینے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمازون اور آپکی امامت لوگونکی نمازون اور اور ایسی باتین وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہین لاتے مگر جو اونکی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتا یا اوس کی صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کرلیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت مناسبہ اسی طرح اور یہان تک کہ اوس امر پر ایک جماعت متفق ہوجاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امرون مین مہمل نہین ہے پس حقیر نسبجھ اکثر کے

المشهورات العوام ولئن تفطن بأسرار يا ليتهم ثم توجهت إلى القبر الشريف المقدس مرة بعد أخرى فأبان صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد رقيقة فتارة في صورة مجرد العظمة والهيبة وتارة في صورة الجذب والمحبة والأنس والانشراح وتارة في صورة السريان حتى تخيل أن الفضاء ممتلئ بروحه عليه الصلاة والسلام وهي تموج فيه تموج الريح العاصفة حتى أن الناظر يكاد يشغله تموجها عن ملاحظة نفسه إلى غير ذلك من اللطائف ورأيته صلى الله عليه وسلم في أكثر الأمور يتمثل في صورته الكريمة التي كان عليها مرة بعد مرة مع إلحاح الهمة إلى روحانيته لا إلى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت أن له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه الصلاة والسلام وأنه الذي أشار إليه بقوله إن الأنبياء لا يموتون وإنهم يصلون ويحجون في قبورهم وإنهم أحياء إلى غير ذلك ولما سلمت عليه قط إلا وقد انبسط إلي وانشرح وتبدى وظهر وتخيل لأنه رحمة للعالمين

مشهد آخر

لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت يا رسول الله أفض علينا مما أفاض الله عليك جئناك راغبين في خيرك وأنت رحمة للعالمين فانبسط إلي انبساطا عظيما حتى تخيلت كأن عطافه رداءه لفّني وغشيني ثم غطّني

مشہورات کو لیکن اگر تمہیں غور کر کے جو اُن کی زبان پر آیا اُس کا اسرار کیا ہے پھر متوجہ ہوا روضۂ مقدسہ بلند کی طرف بار بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت میں کبھی تو فقط صورت عظمت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و محبت میں اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت سریان میں کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجیں مار رہی ہے مانند ہوا تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والا اس کی تموج کو دیکھ کر عنقریب ہے کہ اپنے تئیں بھول جائے سوائے اس کے اور لطافتیں اور بھی دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں کہ وہی صورت متمثل ہے جس میں آپ تھے بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں جسمانیت میں نہ دیکھوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجھ کو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپ نے فرمایا ہے کہ انبیا نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیا حج کیا کرتے ہیں اپنے قبروں میں اور وہ زندہ ہیں اور جو جو فرمایا ہے اور جب میں نے آپ پر درود پڑھا کبھی مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے ہوا کہ آپ رحمت للعالمین ہیں۔

مشہد جب تیسرا روز ہوا میں نے سلام پڑھا آپ پر اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے ہم آپکی عطا کے شوق میں آئے ہیں اور آپ رحمت للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے دامن سے لپیٹ لیا اور اوڑھا لیا خوب اچھی طرح

غبطة وبشاشة علي واظهر لي الاسرار روحه ففي
نفسه وامدني امدادا عظيما اجماليا وعرفني
كيف استمد به في حوائجي وكيف يرد هو الى
من يصلي عليه وكيف ينبسط الى من اطنب
في مدحه واطم عليه غاية عليه الصلوة و
التسليم احقق صار من جوهر روحه ودنيا
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية للتدلي العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لا يكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلي العظيم هي
التي تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهي التي يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبي الانبياء وكنهما بين ظهور هذا التجلي في البرزخ
البشرية فلما انعقدت حقيقة في المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهي تتحد مع كل من بعث الى الخلق فاذا
امر بالبعثة توجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا في اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ ثم وسيلة من الله
للعصاة من خلقه لطف منه بالنسبة اليهم
لم يجر منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضي شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون سعة الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقه في
التناسل ليبقى النوع ولكن الله خالق كل نوع

اور ظاہر کیے مجھپر اسرار اور پہنچوائے مجھے خود امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپسے اپنی
حاجتوں میں مدد چاہوں اور کسطرح وہ جواب دیتے ہیں جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپکی مدح میں کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ آپ ہے جو ہر روح اور بدن نفس و جبلت فطرت کے
سبب ہو گئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
بجہت بشریہ میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے میں حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہیں قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت میں
بس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جا خلقت
کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تھی
اصل بعثت کے اس امر میں کہ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع
ہوں گنہگاروں کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کی
مقتضی ہے اون پر اور ملکیت خالص کرنے کو بہیمیت
سے تو کہ ہو رحمت الہی کے واسطے آپکا
وجود معہ نسبت اون لوگوں کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوت تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع میں

www.ahnafmedia.com

To: www.al-mostafa.com

ما یفیدہ عند ما ینوب به الدہر رأیت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لا یزال متوجہا الی الخلق مقبلا الیہم بوجہہ
فلذلک کان احق الانبیاء بحلول ہذہ الحقیقۃ
المثالیۃ فیہ واتحادہا معہ بحیث لا یتمیز الظاہر
من المظہر فکان عینہا لا یطلع علیہ الانفکاک
وہذا احد معانی البیت المشہور ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فالاتحاد وبہذہ الحقیقۃ ابصرتہ ببصر روحی وطبیعۃ
الاتحاد تفطنت بہا ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم
مستقرا علی تلک الحالۃ الواحدۃ دائما لا ینزعج
فی نفسہ ارادۃ متجددۃ ولا شیء من الدواعی
نعم لما کان وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق
کان قریبا جدا من ان یرتفع الانسان الیہ بجہد ہمتہ
فیغیثہ فی نائبتہ ویفیض علیہ من برکاتہ
حتی یخیل انہ ذو ارادات متجددۃ کمثل الذی یہتم
باغاثۃ الملہوفین المحتاجین وتأملتہ علیہ الصلاۃ
والسلام الی ای مذہب من مذاہب الفقہ
یمیل لاتبعہ واتمسک بہ فاذا المذاہب کلہا عندہ
علی السواء لیس علم الفروع فی حالتہ مندمجا فی
روحہ الکریمۃ انما الداخل فی جوہر روحہ اصل علم
الفروع وہو عنایۃ الحق بتقویم النفوس من جہۃ
اعمالہم واخلاقہم واصلاحہا وہذا الاصل لہ
فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل
فی جوہر الروح ہذا الاصل فلذلک کان نسبۃ

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے
ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور
شتہ کیئے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے
حقدار زیادہ ہین واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے
اپنی ہین اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتھہ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت
ہین کہ جدائی ہی نہین اور یہی ایک معنی ہین اوس بیت
مشہور کے آفلت شموس الاولین وشمسنا ٭ ابدا علی
افق العلی لا تغرب ٭ تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے مین نے
اپنی روح کی آنکہ سے دیکھا اور اوسکا سبب اور مین نے
معلوم کیا اوسے اور دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہان نہین ہٹاتا
اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شے کا ہان جسوقت
آپ متوجہ ہوتے ہین خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین
کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی
کرین اوسکی مصیبت مین یا اوسپر برکتین نازل فرمائین یہی کہ وہ
خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون
محتاجون کی فریادرسی مین مصروف ہو اور مینے غور کی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ مین کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بہی وہی
ہی مذہب اختیار کرون تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین علم فروع
ایک حالت مین نہین آپکی روح مبارک کے دیدنے سے آپکی جوہر روح مین علم فروع کی
اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق کی جہت سے اور
اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فروع اور صورتین ہین مختلف
ہوتی ہین وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر
روح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسیواسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء لا تقدير عنده مذهب
مذهب لأن كل مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلفت فلو
احد لو تقيد بواحد من المذاهب لم يكن صلى
الله عليه وسلم سخطا بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان يتفق اختلاف في ملة وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
وكذلك رأيت الطرق كلها عنده على السواء غير
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقادات تقصير
في جنب الله ورسوله فيأتي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبته عليه الصلاة والسلام على
تقصيري والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ مخالفة
وانكباحا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن ملة
المذهب خروج عن ربقة التقليد للشرع والا
نقياد لحكم الله وان ليس هناك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج منها عنده مرادفا وملا
زما للخروج عن ربقة الانقياد فيظن ان النبي
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه امثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا جدا انہین معلوم ہوتا اسلیے
کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے امہات
فقہ دین محمدی مین اگرچہ مختلف ہوں پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہو
مذہبوں سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض
نہین مگر اوس صورت مین جب بیچ مین اختلاف اور جنگ و جدال و
فساد کا موجب ہو لوگوں مین آپس مین اور یہ امر آپکی نہایت
غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے
وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے یہ ذہن مین ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے
پھر اوسمین قصور ہو جاتا ہی تو اوسکی اعتقادین جم جاتا ہی کہ یعنی قصور
کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کھلتا تو کہتا ہی کہ یہ عتاب ہے
آپکا صلے اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ
وہ حاضر جو ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے
اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا
قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہی انسان
کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہی
اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین
پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک
برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے
کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اوپر
عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہہ بہت ہین کہ طالب
کے دل مین آتے ہین اور یہہ بھی ضرور ہے

www.ahnafmedia.com

ایضاً علمنی ان ناسا یدخلون المدینة المنورة
فیرون اهلها علی اعمال غیر مرضیة عندهم وفی
نفس الامر فیبغضونهم ویضمرون حقد الشر
یدخلون الروضة المقدسة ویواجهونه فاذا جا
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فاتکدر
حالهم فایاك ثم ایاك ان یصدك من هذا النور
الاتم علیه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورایته علیه الصلوة والسلام لابسا لباس العظمة
والتشبه بالجبروت وله تفاوت کثیر بحسب
تعدد کمالاته وتوجه الناس الیه باستعداداتهم
وامدنی علیه الصلوة والسلام فی ذلك المجلس امدادا
اجمالیا تفصیله المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی اماما وصرح بـ
طریقتی ومذهبی اصلا وفرعا لا لجمیع الناس
بل لناس مخصوصین فطرتهم فطرة التحقیق
بشرط ان لا یکون سببا للاختلاف والتقاتل فهذه
النکتة یجب ان یتنبه بها کل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطریقتنا سلوکا ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الوجود والفناء
والبقاء فاذا هو علیه الصلوة والسلام متوجه
بالکلیة الی الله تعالی المذکور فکلما اردت ان
اسأله منعنی استغراقی فی کیفیة حاله معرسی
وعلمنی ان اجلس بین یدیه فاسأل ربی بلسانی
الذی عندی من الملأ الاعلی ثم التفع بنوره
جدا ثم اسأل ثم التفع ثم اسأل وهلم جرا فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہیں
یا وہ اعمال نفس الامر میں برے ہوتے ہیں تو اونسے بغض اور کینہ
رکھتے ہیں پہر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر
متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی امور
روکتے ہیں۔ اور میں نے دیکہا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو
عظموت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت تفاوتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگون کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجہکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجہکو امام اور اچہا فرمایا میری طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہیں بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت میں تحقیق ہی اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اوسے
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پہر میںنے چاہا کہ
دریافت کرون آپسے مسایل مبادی وجود اور مراتب وجود اور فنا اور
بقا تو میںنے دیکہا کہ آپ بالکل متوجہ ہیں اوس تعالی مذکور کیطرف
جب میں چاہتا تہا کچہہ پوچہون تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال میں
مجہکو روک دیتا تہا بعد مجہکو سکہایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹہون
اور اپنے رب سے سوال کرون اوس زبان سے جو ملاء اعلی کی طرف سے
پہر مجہکو نور نے لپیٹ لیا پہر سوال کیا پہر لپیٹ لیا
پہر سوال کیا غرض اسی طرح پہر اوس وقت

فذلك يختلط سؤالي وهمته العليا فيصيب السهم
المرمى ورأيته مستقراً على حالة واحدة من حفظ
صورة الكرهة وكونه عيبة وكرساناً ووقاية ورأيته
للتدلي متى توجه الى الخلق لابساً لباس عظموته
وفيه من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا
يدرك منتهاه فاذا توجه اليه انسان بجهمته
ولا اريد الانسان العالي الهمة فقط بل كل ذي همة
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا ارد السلام واجابة الصلوات
يعني يحصل بسبب هذا التدلي للانسان حالة
شبيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سراً عظيماً
وهو ان الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة في
التدلي ان يتقرب الحق جلا الى اهل الارض الى
سفلتهم ايضاً وكان من الجود لا يتم الا بتوسط
النسمة ورأيته عليه الصلاة والسلام ينشرح
انشراحاً عظيماً لمن صلى عليه وسلم ورأيت صلى
الله عليه وسلم مراراً مفيضاً فيض الصحبة
كمثل المشايخ الصوفية في مجالس الافاضة انا
بين يديه وكل ما علمناك مشهد واحد من مشاهده
وتفطن انا خبره عاشق بسر عجيب لا اشك
ان من افاض الحق ان الحج كمال تام من الكمالات
ولذلك نظم في قلوب الحجاج ابتهاجاً بنفسه
وتبجحه وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعاراً من شعائره كان الوصول اليها

مختلف ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پہر تیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکہا مینے آپ کو قرار کئے ہوئے ایک حالت پر صورت گریہ کی
حفظ پر اور اوسکی تدلی مذکور کی طرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اوس مین قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہین دریافت
ہوسکتی جسوقت متوجہ ہو آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت سے فقط
نہین بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہین اوس کی طرف اور یہ ہی رد سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے ✽ اور مین بتاؤں تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی طرف
بنانے مین واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اسکا بہت قریب ہے اہل زمین کے اور
جو ان سے نیچے ہین اور یہی ہے کہ یہ جود تمام نہوتا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکہا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑہے اور آپکی
مدح اور مینے دیکہا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچاتے ہوئے مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت مین اور گویا مین حضور مین ہون اور یہ سب
جو مینے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں سے آپ کے اور بہائی محمد عاشق کو معلوم
ایک سر عجیب مین یقین کرتا ہون حق کی طرف سے وہ یہ کہ حج ایک کمال ہے
اور کمالوں سے اور اسیواسطے حاجیوں کے دل مین بہت خوشی ہوتی ہے اور
اس مسئلہ کا ستر یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالی کا وصول ہی تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

هو الوصول الى الحق بحسب المسافة والوصول
الى الله على وجوه والوصول بالمسافة فينتهي بالحج
والله اعلم **مشهد آخر** سالت صلى الله
عليه وسلم عن معنى قوله كنت نبيا وآدم منجدل
بين الماء والطين وما كان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحي شوقا
ونزوعا الى هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما
اقدر عليه فملأت منه بصورة مثالية فاراني صورته
الكريمة المثالية قبل ان يوجد في عالم الاجسام
ثم اراني كيفية انتقاله الى هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبياء المبعوثين وكيف
افيض عليهم النبوة من حضرته التي بين يديه وما
افيض عليه في عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولياء وكيف يفاض عليهم العلوم
والمعارف بعده في ظهور الامر واستبان وعيت
حين ما افاض علي من الصورة المثالية وفطنت
بما اراد في تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالى له تدلي عظيما متوجها الى
الخلق به يهتدون واليه يلجأون وهذا التدلي له
في كل برهة من الزمان شأن متبرز الى الخلق
بروزا بعد بروز وكلما برز بروزة ظهر في العالم
عنوان لتلك البروزة وهو بان يرسل المبعوث الى الخلق
بالامر والنهي والتكليف فالرسول وما اتى به عنوان
وتلك البروزة حقيقة فاذا برزت بروزة ظهر في الناس
علوم ومعارف تناسب تلك البروزة وان لم يعلم

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کی بہت
وجہوں پر لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم
مشہد مینے سوال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام
آب وگل تھے کہ مین نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا
اور دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق وآرزو سے میری
روح بھری ہوئی تھی پھر مین چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پھر مین بھر گیا اوس جناب سے ساتھ صورت
مثالی کے پس آپنے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم مین آنیکے
عالم مثال سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں انبیاء مبعوثین کی
کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوت حضرت تدبیر سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال مین اوس حضرت سے اور دکھائین مجھکو صورتین
اولیاء کی اور جسطرح اونکو ملے علم اور معرفت بعد اوسکے تو مجھکو حال معلوم
ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور مین ظرف بنگیا اس چیز کا جو مجھکو ملا
صورت مثالیہ سے اور مینے جان لیا جو آپنے اس افاضہ مین چاہا مین
اب بیان کرتا ہوں تم سے جو مین سمجھا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالے
کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اوسی سے سب ہدایت پاتے ہیں اور
اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک زمانہ مین شان ہے کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہے ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی
ظہور تو عالم مین اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے وہی رسول بھیجا گیا
ہوتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر اور نہی شریعت کے ساتھ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگوں مین علم اور معرفتیں مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ سمجھائیں

اسمائها فائضة منها وانها مكسبها والذين ظهرت
عليهم هذه العلوم وطلعا عنهن كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله سبحانه وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزخ علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا تسمعه الا قوم [illegible] وفي قبل ما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا للنوع البشري
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه الانطباق
هذا التدلي بحسب حد من البرزخ فانطبق
عليه شبيها مثل انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله تعالى بالناس على جبلتهم حتى
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر لعقد الشرائع
عليهم وخدمة دونه وايسار ما عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك باشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل تسوية آدم عليه السلام
فلما وجدت اشخاص البشر واختلفت طرقهم
فمن مفرط ومن مفرط واقتضى التدبير الالهي
فيض [illegible] هو منطبق المثالي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فادى اليه ما في صلاح قومه

وہ فائض ہیں اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہیں اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام
رسول سے استنباط کرسکتے ہیں تو اونکو احبار کہتے ہیں اور رہبان
کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور اون کی ہمت ہے علم
حاصل کرنا اللہ تبارک تعالی سے تو وہ لوگ حکما محدث رباني حکمت
ربانی ہیں تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں
اس بات کو جانیں یا نجانیں اور یہی بڑا احسان ہے اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہوں تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو ہیکل ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات میں سے
پس منطبق ہوگئی اس پر از روے تشبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالی کی سابق عنایت
کے ہے اون پر اور لوگوں پر تاکہ پایا جاوے ایسا مددگار
کہ مدد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور اون کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹادینے کے آنسے
امراض فاسدہ جب انکو اسکے حاجت ہو بہت سخت سو
یہ معنے ہیں آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور انکے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الہی نے چاہا کہ منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص
اور وحی ہوئی اوسپر جس میں اس کی قوم کی صلاح ہوئی انکی درستی کرنی

www.ahnafmedia.com

ويتميز بعث بهذه البرزخ عما من البرزخات فانما المنطبق
عليه من هذه النشأة هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لان يفيض ما استعد
له اما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية فلما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج من نسبه ووجه برزخ من برزخات التدلي
وكان ذلك البرزخ مشتملا على قوة مثالية فتلبست البرزخ
لباس المثال وسد الافاق وما كانت التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام واما بعده فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما استفيد علم
او معرفة او حال الهية او كمال الا وماخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعث بها كالعنوان لها
هي هذه البرزخ المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذون عن برزخ مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام ولم يتبين لي شخص من اولئك
الاختصاص عن هذا السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقاد الضعف

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزخ نے پس جو چیز نہیت
کر منطبق اُس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال میں حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُسی وقت منطبق تھا کا یتہ نہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزخ ذات
تدلی سے ایک برزخ اور وہ برزخ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اوس برزخ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اور سد یہ
کردیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
مین اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بحسب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد مین پر
ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہوگی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جبکہ مبعوث
مانند عنوان کے تھے نبوت کی وہ یہی برزخ مثالیہ مستطیرہ
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمت للعالمین
ہین اور خاتم النبیین ہین اور سب انبیا کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام مین تھے اور تحقیق
اولیائے حاصل کیا فیض برزخ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجھکو میسر نہین ہوا کوئی
اُن شخاص مین سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ اُن کی نبوت عالم روح مین منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف

www.ahnafmedia.com

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثة ابراهيم روحه ظهورا اضعف
من ظهور البرزخ المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته ولذا انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزخ المثالية ظهورا بينا فانقطعت وفضت رأسا وا
العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لا انتهاء في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف** فان
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام ما يلين الى جمود الذهن
وخمود الطبيعة يخلدون الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط حينئذ من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم الحاضرة الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وشدة امعانهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام ينبئ قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتفجر بعده العلوم
ثجاجا ونبع منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء
لها ولا ارجاء **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلأ منه السموات والارضون
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مدركه صورة شا

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزخ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آپ کی ملت مین اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزخ
مثالیہ بہت روشنی او منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
اور معرفتین اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر بین منعقد تھے مثال مین
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق مین
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع
وبہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نکیا
مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرت اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور الٰہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمرین
بڑی پائین اور فکر و خوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب مین یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں
ہوگئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالی کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینین پر
ہین اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیے ویسا کیا اوس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ مین منقش ہوگئی

www.ahnafmedia.com

تحکی جلال الله وعزته على وجهه وهذه الصورة
دائمة ما دام الشخص الاکبر وهی منطبقة على
الله وعلى الجمال الحکایة وافقها بما فی نفس
الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبیعة
الکلیة کانت هذه الطبیعة محفوظة فیهما کما
حفاظ الطبیعة الارضیة فی المعدن والنبات
والحیوان والانسان وکانت خواصها ومقتضیا
تها وقواها ایضا محفوظة بالحفاظ نفسها ثم
لما وجدت المعادن والنباتات والحیوانات
والانسان کانت طبائع العناصر والافلاک
محفوظة فیها ولیست هذه الا کلا بالظهور
خواص الافلاک وحرکاتها والعناصر وطبائعها
وکانت الطبیعة الکلیة بما معها من القوی محفوظة
فی الافلاک والعناصر فکل فرد من الانسان فی جبلة
فوجده وجوهر نفسه واصل تحقق معرفة ربه
الا انها فی حجب کثیفة اذ لوح نفس الانسان مرخیة
لظهور حکم کل طبیعة من طبائع الامهات المولدات
وبقدر انطباع تلک الصور ینتقص صفائها و
یختفی حکم نقطة التدلی التی هو الحبل الذی یتمسک
به عارف ربه فتلک الحجب المتراکمة بعضها فوق
بعض فمن رزق التنبه بحقیقة الحقائق وعرف
انحسارها الی الطبیعة الکلیة واجزائها فمثل
نوره عنده کمشکوة فیها مصباح المصباح
فی زجاجة الآیة استنارت الحجب کلها بنور الاصباح و
اضمحلت حجبه وکانت له فی معرفة الالٰه تجلیة

ایک صورت ہے کہ یاد دلاتی اللہ تبارک تعالیٰ کی عزت
اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے جب تک یہ صورت
دایم ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح
اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ میں تو یہ طبیعت کلیہ
محفوظ تھے اوس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت
ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان
میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ
ہیں ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے
معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھیں طبائع
عناصر و افلاک محفوظ ان میں اور نہیں یہ مگر باستمد
مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور
عناصر اور اسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ مع اپنی قوا
کے افلاک و عناصر میں محفوظ تو ہر فرد انسان کی اصل الوجود جوہر نفس اسکا
بنیاد تحقق میں اپنی رب کے معرفت تھی مگر بہت پردوں حجابوں
میں اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرا پردہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
امہات مولدات سے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتوں کی ناقص ہو جاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اسکو پکڑے اپنے رب کو پہچان لے پس یہی حجاب
متراکمہ ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہو گیا
تنبہ حقیقت الحقایق پر اور جان لیا اسنے انحصار تدلی کا طبیعت
کلیہ کیطرف اور اسکے اجزا کے تو اسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثل
ایسی ہے کہ جیسے کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الآیۃ اوس
شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے
روشن ہو گئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہو گئے

ومن لم یرزق التنبہ لها ولم یعرف انفسادها فمثل ظلماته التی لم تکن کظلمات فی بحر لجی یغشاه موج من فوقه موج من فوقه سحاب الآیة. واذا تمهد هذا فاعلم ان بقدر الاعداد تظهر هذه النقطة وآثارها وکلما کان الاعداد اتم واوفر کان ظهورها اصرح وابین ومن المعدات الملأ الاعلی ولست اعنی بهم الملائکة فقط بل اعظمهم واشبههم نفوس الکمل حین طرحت عنها جلابیب ابدانها الکثیفة فکل من مات من الکمل یخیل الی العامة انه فقد من العالم ولا والله ما فقد بل تجوهر وتوسع فکل سید من سادات الملأ الاعلی یوفق لقدح الحجب المظلمة والوصول الی هذه التدلی فیدخل موج من هذا التدلی فی ترجمة هذه النفس فیمتلئ النفس بمعرفة الله ثم یعوج الموج الی هذا التدلی فیتحقق لهذا التدلی تدلی آخر الی ما یلی النفوس البشریة الحبیسة فی اجسادها ویعد العالم لتفویض [?] المعرفة علی تلک النفوس وهکذا تتراکم انوار الملأ الاعلی وتتزاید اعدادها بعضها یلی الاعلی وبعضها الاسفل وبعضها بین هذا وذاک حتی امتلأ الجو الذی بین ارض هذه النفوس وبین سماء تلک المعرفة فلذلک یکون معرفتهم فی آخر الزمان اسرع ما یکون واصح ما یکون والی هذه الدقیقة اشار النبی صلی الله علیه وسلم حیث قال اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المؤمن

مضر ہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر اور آسکے نجانا اسکے انفسا کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہے

جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب الآیۃ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ مستعدات کے اعداد کی قدر وہ نقطہ تدلی کا ظاہر ہوتا ہے اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو جسقدر کہ اعداد اتم و اوفر ہوگا اسی قدر ظہور بھی صریح تر ظاہر ہوگا اور مستعدات ملاء اعلی سے اور میری مراد اسسے فقط فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں ان سے جس وقت انہوں بدن کی کثیف چادریں اتار ڈالتے ہیں اور جب کوئی کاملون میں سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہوگیا خدا کی قسم یوں نہیں ہے کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہیں ہوا پس ہر سردار بزرگان ملاء اعلی میں سے توفیق دیا جاتا ہے واسطے قطع کرنے حجاب ستار کے اور داخل ہونے اس تدلی سے پھر داخل ہوتی ہے ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے اندر شرح کے تو نفس بھرجاتا ہے اسکی معرفت سے پھر عود کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پھر متحقق ہوتی ہے اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افاضہ معرفت اوپر ان نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہیں انوار ملاء اعلی کے اور بڑہتا جاتا ہے اعداد ان کا بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں کے درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہے جو درمیان ان نفوس کے ارض کے اور معرفت سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کی آخر زمان میں بہت جلد ہوتی ہے اس سے جو پہلے تھی اور بہت صحیح ہوتی ہے اوس سے جو پہلے تھا اور اسی دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

يتخطى اى اذا اقرب من القيمة وكذلك فالطبيعة
العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة
بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و
الانواع فكل من برع فى استخراج الارتفاقات فيها
استفاض الجوج مما هنالك واذا ارتسم هذا الفيض
فى قلب ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة
بحسب هذا الكمال تدلى الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع
لا ينقص هو ولا تزال عنه ولا هذه الشرح بل كل
ذلك بحاله وافراد هذه النفوس بعد بعضها
للبعض فنسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة
فى المثال بشخص واحد كنسبة القوى والصور
الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد الفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لان كانت ناسا
الناس وهذه المعرفة احد معانى قولى فى القصيدة اللامية

شهدت تداوير الوجوه جميعها
تدور كما دار الرحى المتمايل

مشاهد اخرى على الاجمال لما توجهت

لقائه عليه الصلوة والسلام الا رأيته حاضرا
ظاهرا اما بان نفتح بصر روحى فرايته على ما هو
واما ان تاثرت نفسى منه باثر فكان ذلك الاثر
حاكيا عنه فلو لا توجهت اليه ونفسى ملاءى
من الشوق الى ظهور حقيقة اختصصت بمن
معارف مراتب الوجود واستنباط معارف الشرائع
من مل يلبس حال النفوس فلصقت نفسى

يعنى اى اذ اقترب من القيامة اور اسى طرح طبيعت
عرشيه مين علوم ارتفاقات انسانيه كے موضوع ہين
بلكه ارتفاقات ہر نوع كے بلكه احكام جميع نفوس اور
انواع كے پس جو كوئى كامل و فايق ہوا استخراج ارتفاقات
مين اوس نے يہين سے فيض پايا اور جب راسخ ہو گيا
يه فيض اوس كے قلب مين پہر عود كيا اپنے منبع كى طرف
تو ظاہر ہوا واسطے اسى طبيعت كے بموجب اس كمال
كے تدلى طرف تمام نفوس بشريه كے طرف اور آسان
ہو گيا منتقش ہونا اون علوم كا پہر جب مرتا ہے
وہ كامل و فايق تو كم نہين ہوتا وہ اور نہ اسكا
كمال وفضل اور نہ وہ شرح بلكہ سب بحال خود
رہتے ہين اور ان نفوس كے افراد مستعد ہوتے ہين
بعضے واسطے بعضون كے اور نسبت ان كى بيچ
طبيعت انسانيه متجسده فى المثال كے شخص واحد سے
ايسى ہے جيسے نسبت قوى اور صور خياليه كے
جيسے مقدمات فكريه مستعد ہوتى ہين فيضان نتيجه كى اسى طرح نفوس
زكيه مستعد ہوتى ہين واسطے اس كے كه تمام آدمى ہونگى اور يہ معرفت ہمارے قول كے
معانى مين سے ايك معنى ہے جو ہمارا قول قصيده لاميه مين ہے اور وہ يہ ہے

شهدت تداوير الوجوه جميعها * تدور كما دار الرحى المتمايل

مشاهد اخرى

على الاجمال مين جب متوجه ہوا مين نزديك رسول الله
صلے الله عليه وسلم كيطرف جب ہى آپكو ديكها حاضر ظاہر يا يه مرى روح
كى آنكه كهلگئى ہے تو آپكو ديكها ہے جيسے كه آپ ہين اور يا ميرا نفس متاثر ہوا آپ سے
اور يه اثر حاكى ہے آپكا سو ايك دن مين متوجه ہوا آپكى طرف درحاليكه
ميرا نفس شوق سے بهرا ہوا تها ظہور حقيقت اس شے سے جس مين خاص ہوا مين يعنى
معارف مراتب وجود اور استنباط معارف شرايع قسم دنيا حال نفوس سے تو ميرا نفس

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت ابتهاجا بتلك العلوم وثلجا بها ومن ما أفيض على نظر الحق فانه شيء خصص به النبي صلى الله عليه وسلم من بين الأنبياء لما بيّنا من هيكل التدلي واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا النظر في نفسي فعرفت حينئذ نفسي كانها ينظر اليها الله تبارك وتعالى وتيقنت ان من خواص هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان يذكر فيه الا وتبعه السموات والارضون لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل في جوهر الروح ووجود بذات النفس ويوما تبدّت الى النور كهيئة اهل الملاء السافل ورأيت ينبع من قلبه صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا

مشهد

آخر رأيتني انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى الستر الذي استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب الملاء الاعلى ونعم العبادة ففطنت حينئذ مراد النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض صحابته اعني على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل الا بالدعاء والتضرع والالحاح والاطراح بين يدي

آپ کے نفس سے ملتصق ہو گیا اور پر ہو گیا اُن علوم کی خوشی سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق کی وہ ایک ایسی شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب اُس شئے کے جو ہم بیان کر چکے ہیں ہیکل تدلی اور اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے آپ کی طرف ناسوت کی تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا کون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں نے کہ اس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے نیچے تک اور اجزا جو کے ساتوین آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور میں نے دریافت کیا کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہو جوہر روح و وجود نفس میں اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا متوسط اہل عالم سافل کے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے مشہد آخر ایک روز میں چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو بیان منبر شریف اور مرقد مقدس کے ہے تو ایک ستر نے تجلی کی جس کی اصل مستفاد ہوئی کعبہ کی حقیقت سے وہ قرب ملاء اعلیٰ کا اور اصل عبادت کی تو اس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتهدوا في الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے بعض صحابہ سے اعني على نفسك بكثرة السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

للمولى وتذللا على بابه واعتصاما باعتابه فلا
يحصل حتى يجتهد فى الدعاء فى السجود لان السجود
شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته منفذ
من جوهرها والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر
واردت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها
والتهيؤ لحلولها والتصدى لتحققها امارة لها تمم
مرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض
لنفحات الرحمة امر النبى صلى الله عليه وسلم بالاكثار
خاصة وظهرت حقيقة قوله هل تضارون
فى القمر ليلة البدر قالوا لا قال فانكم لترون ربكم
فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهى ان الذى يتجلى يوم القيمة
هو الذى يكون قبل وجه المصلى اذا صلى وهو الذى
يقاسم العبد فى الصلوة ويجاوبه ولكن جلباب
البدن يمنع الناس ان يبصره ويبصر الروح و
ان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح و
استتبع بصر الجسد وليست النشأة الاخرى
الا من بقايا نشاة الدنيا ولا فرق بين الرؤية ببصر
الروح التى ينتفع الافراد فى هذه الدار وبين
الاخروية التى تعم المسلمين الا بطرح الجلباب
ثم رايت كل اية وكل حديث بحرا مواجا فيه من
الاسرار لو كتبت شرح سر واحد منها فى مجلدات
لما احاطته ورايت الاسرار الخفية مبثوثة فى
اشارات القران والسنة فقضيت العجب كل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کرنی اور اسکے استانہ کے
پکڑنیکے اور نہین حاصل ہوتا جبتک کوشش کرے سجدہ مین دعا
کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے
اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے اور رحمت
عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور ان پر افاضہ کا ارادہ کیا
تو اوسکی خوشبو انکا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور
اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے
پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ
البدر قالوا لا قال فانکم سترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ
قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تجلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز مین مقاسم اور
مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہین دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہین آتی
تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہے نشا دنیا کا اور کچھ فرق نہین روح کی آنکھ سے دیکھنے
مین جو دنیا مین افراد کو ملجاتی ہے اور عاقبت مین عام مسلمان
دیکھینگے مگر پردہ کی اٹھ جانیکا پھر مینے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو ایک دریا موّاج اسرار کا کہ اگر ان مین سے ایک سر بھی لکھا جائے
تو بہت جلدون مین نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ اشارات
قرآن شریف اور حدیث شریف مین بہت اور کمال تعجب کیا پھر

ثم تجلى عقیب ذلك التدلی الاعظم
فرایته غیر متناهی الارجاء ورایت نفسی غیر
متناهیة ورأیتها قابلت غیر المتناهی بغیر المتناهی فبلعته
كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسی
وتحیرت من عظمها وكبرها وسعتها ثم تغشی
علی فاذا انا ملآن من النور یتلألأ علی من فوقی
ومن تحتی وعن یمینی وعن شمالی بل رأیته ینبع
من قلبی وعینی ویدی وسائر جوارحی وجوانحی
فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر**
غاب عنی الهیكل المثالی وتجلی حقیقة روحه
صلی الله علیه وسلم مجردة عن الالبسة التی كانت
لبسها حتی بعض اجزاء النسمة ووجدتها
حینئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولیاء
المتقدمین حال غیبتی من روحی صورة مجردة
علی شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والتحیر
ما لا یقدر اللسان علی وصفه **مشهد
آخر** استفدت منه صلی الله علیه وسلم ان
اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثته بالبرزة
المثالیة للتدلی الاعظم التی انتقلت الی الناسوت
مع انتقاله صلی الله علیه وسلم الیه واتصلت
بها وافضیت الیها وخالطتها فرأیتنی شبحا لها
من الشبحین احدهما الاتم الاعم القریب الی
حضرة الوجود الخارجی والثانی نسبته الی الاول
كنسبة مخرج المذهب الی صاحب المذهب
وهو قریب الی حضرة الوجود العلمی و

المشاهد الآخر بالرؤیة ١٢ منه

المشاهد ذاتها مستقلا بالغیر

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم اوسکو مینے دیکھا کہ اوسکی کچھ
نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا
کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے پس وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور
متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا
جو میری فوق اور میری تحت اور میرے داہنے اور بائین سے
ٹپکتا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب
ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزائے نسمہ سے بھی اور مینے اوسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی
اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب مجھ کو اسقدر کہ زبان اوسکی
وصف پر قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک کہ لاحق
ہوا مین آنکی وراثت کو واسطے اوس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کی
جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین
متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اوس برزہ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
آن مین کا اتم اور اعم قریب ہی حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے
مذہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

حیث جعلنی بالزکی وبآخر نقاط الجہر وعرفنی حیث
ان من خالطها کان فیضاً لها کما خالطت فی فضیحة
ای خالطت فی جوهر روحه مثل دخول
الیاداشت فی جوهر النفس بان تنتشر الیقظة
التی جبل علیها الانسان بل من شعب مقامه
المجددیة والوصایة والقطبیة وامامة الطریق و
ان یکون کلمة باقیة فی عقبه والسر عمیق غیابها

المشهد السادس عشر والسابع عشر

مشهد آخر قمت بین یدیه صلی الله علیه
وسلم وسلمت علیه وتکلفت متضرعاً الیه فقربنی
وعلی الیه فبرق منه بارق وتلقته روحی باسرع تلقی
فی لمحة واحدة واقرب من ذلک فتعجبت من سرعة
تلقیها والاحاطة باصلها وفرعها وجمیع ارجائ
ها فی آن واحد بل اقل من آن وذلک البارق تجلی
الحبل الممدود الذی شد به العالم باسره فرأیت
هذا التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا
الحبل الممدود التدبیر الواحد الفائض من المبدأ
الذی تفصیله العالم باسره وفروعه التدبیرات
التفصیلیة التی بها یقوم العالم وتفطنت ان هذا
الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة وما من قطب
ومحدث ولا نبی مکلم الا وله نصیب منه والله اعلم

المشاهد الثامن عشر والتاسع عشر

مشاهد اخری سلکنی رسول الله
صلی الله علیه وسلم بنفسه وربّانی بیده فانا اویسیه وتلمیذه بلا واسطة بینی وبینه وذلک انه
ارانی صلی الله علیه وسلم روحه المکرم فعرفنی
بها اذ معرفة المفیض قبل الافاضة وعند ذوقه

اور اُسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط الظہر اور اُسوقت مینے
جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بندہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا
اور فائز ہوا مینے داخل ہوگیا جو ہر روح میں اس کی مانند دخول
ہونی یادداشت کے جوہر نفس میں تو اُس پر کھل جاتا ہے وہ یقظہ جس پر
انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے میں مجددیت اور
وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے
یہ بات کہ ہوجاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور سر عمیق بعد ان کے اسکو
مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سلام عرض کیا اور بکمال عاجزی التجا کیا آپ کی حضور اور اپنی
روح کو بلا دیا آپ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا
کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اُس سے ملاقات کی ایک
لحظہ کے عرصہ مین یا اُسکے قریب تو مینے بہت تعجب کیا کہ کسقدر
جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط ہوا ایک
آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین اور وہ نور ایک تجلی ہے اُس حبل ممدود
کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مینے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر
روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد
فائض ہے اُس مبدا سے جسکے تفصیل تمام عالم ہے اور فروع
اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جنسے عالم کا قوام ہے
اور مینے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور
اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم
مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس مین
آپکا اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپنے اپنی روح کریم مجھکو دکھائی اور
اُس سے مجھکو شناسا بنایا کیونکہ معرفت مفیض کی افاضہ سے پہلے ہی ہے اور آپکی

صلى الله عليه وسلم اعرف الاشياء حيا لحسويات ثم كان اول تسليكه انه افاض على تجليا من تجليات الحق وهو الذي به انبرزت مثالية بوجود ه صلى الله عليه وسلم فقبلت هذا التجلي بجوهر روحي واستغرقت فيه وفنيت ثم تحققت به وبقيت ثم افاض ثانيا تجليا آخر هو اصل هذه البرزة المذكورة وهي نقطة فردة جامعة لافعال الحق في العالم واصل تدبيراته فيه فقبلت ايضا وفنيت فيه وبقيت به ثم افاض ثالثا نقطة الذات محمولون من الجبروت فقبلتها وفنيت وبقيت ثم افاض رابعا نقطة منعقدة في الروحانيات كانت نهاية في البداية فقبلتها وفنيت وبقيت ثم عرض خامسا نقطة من احوال النسمة وكيفياتها حاذية لتلك النقطة الروحانية كانها هي ففطنت ان من امكن منها قوي على التاثير في التلميذ وهي شبيهة بالعزم والجراءة لا قولي عزم شئ وجراءة على شئ بل نفس العزم والجراءة فتم الصعود والهبوط وهذا هو السلوك المختصر الذي يناسب الجذب وهو الاشبه بحال الانبياء صلى الله عليهم وسلم

مشهد آخر

اعطاني الله سبحانه شبحا من طريقة في السلوك بواسطة رسول الله صلى الله عليه وسلم وباشرت اعطاءه روحه الكريمة واطلعني على حقيقة هذا الشبح الذي اعطاني فعرفتها حق معرفتها وعرفت انه شبح منها لا عينها

تک مرہ اعرف الاشیا ہے یہانتک کہ محسوسات کی بہی پہر پہلا پاپ سلوک بتلانا یہ تہا کہ افاضہ کی مجہپر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ ظہور ہے برزہ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اُس مین مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پہر مین متحقق ہوا اوس سے اور باقی ہوگیا پہر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارا ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور اصل ہے اوسکی تدبیرات کا عالم مین اوس کو بہی مین نے قبول کیا اور اوس مین فنا ہوا اور اوس سے باقی ہوا پہر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار مین نقطہ ذات کچہہ رنگ جبروت کے ساتہہ اسکو قبول کیا مینے اور فانی اور باقی ہوا مین پہر چوتہی بار افاضہ فرمایا نقطہ منعقدہ روحانیات مین اُس کہ نہایت مندرج ہے بدایت مین اُسکو قبول کیا اور اُس سے فنا اور بقا حاصل کی پہر پہنچوایا مجہکو پانچوین نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل مین اُس نقطہ روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو مینے معلوم کیا جو حاصل کرے اسکو قوی ہوتا ہے تاثیر اوسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہ سلوک مختصر ہے کہ مناسب جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے حال سے

مشہد آخر عنایت کیا مجہے اللہ تعالی نے ایک نمونہ سلوک کا بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باشر عطا کا ہوا آپکی روح مکرم اور مجہکو مطلع کی اُس نمونہ کی حقیقت پر جو مجہکو عنایت ہوئی پس مینے پہچانا جسقدر حق تہا اوسکے پہچاننے کا اور مینے جانا کہ یہ کالبد ہے اوسکے طریق فی السلوک کا نہ عین

وسلط ذلک ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمین

بیان حقیقة الطریق

اعلم ان الله تعالی یمن علی من یشاء من عباده الاولیاء فیهب لهم طریقة من السلوک وکم من عارف قد عجز عن هذه النکتة علی وجهها فربما اطلعه الله علی اذکار واشغال یصل بها السالک الی الفناء والبقاء فیقول اعطانی ربی طریقة من السلوک وصدق فیما قال حسب ظنه ولکن التحقیق ان الطریقة لیست عبارة عن تلک الاذکار والافکار بل هی حقیقة منعقدة فی الملاء الاعلی یقضی الله بها من فوق السموات فینزل القضاء فی الملاء الاعلی فیتقرر هنالک ثم ینزل الامر علی حسبه فی الناسوت فلله تعالی داعیة فی الملاء الاعلی لا یزال فی الناسوت تمثالها ووکرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا نسخت الطریقة واضمحلت الداعیة لم ترفع الناس لها تمثالا ولا وکرا ولا مظنة فلو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یعدموا هذه الحافظة قلنا انه وکر لها وما زالوا یقتلون اهلها وحفاظها لم یستطیعوا ان یعدموها ما دامت الداعیة موجودة ولو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یقیموا حکمها ویصلحوا ما فسد منها علی حین فترتها واضمحلالها لم یستطیعوا ان یقیموها حینئذ ومثلها کمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشکالها فی الحیاض والجواب اینما کان لیس فی قوة البشر ان یصدوا المیاه عن خلله وملک الداعیة هی الطریق تقتضی ما یقتضیها

اور میں تجھ سے بیان کروں گا کچھ کچھ جو میں نے پہچانا و الحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہے احسان کرے اور اوسپر تو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نہیں سمجھے بسا اوقات اللہ تعالیٰ مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے او کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہان ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جگہیں اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ منہدم کر دیں اس آشیانہ کو جو میں نے بیان کیا کہ آشیانہ اور جگہ ہے اوسکی اور ہمیشہ اوسکو اور اوسکے نگہبانوں کو قتل کریں تو ہرگز نہیں معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اوس طریقہ کو سیدھا کر دیں اور اوس کے بگاڑ کو سنوار دیں تو نہیں مقدور اونکو اوسکی سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اونکا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

www.ahnafmedia.com

الله تعالى للعبد فقد قضى له بالطن بهذه ثم نشرح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة وحاصلها فيصير
ان يجيء من السماء الاولى نقول وتوسطات
ونزع ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم ثم تنزل كابرا عن كابر ويوقر الصدر
ويتلقى به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبايع
وتهيج لها محبة منهم فيحبونها وينصرونها و
يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس وصغا
رهم علماؤهم وامراؤهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد اخذ
باللعن وابتلى بالبلايا واللعن وعن قريب كان
من الغيب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هداية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم ومبينا
للناس لكمالهم ومن السماء السابعة الشرف
الدائم الذي كالنقش في الحجر لا يزول حتى تزول
اوصاله وتقطع اجزاؤه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملاء الاعلى فيكون جسدا مستويا فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذب فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزين بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوق ومن تحت

اللہ تعالیٰ کا واسطے بندہ کے پھر شرح ہے اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو مجھ کو سمجھایا ہے میرے رب نے وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اول سے نقلیں اور توسطات اور لباس اور آسمان
دوسرے سے قواعد منضبط پس لکھی جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل
ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں
ان سے سینے اور صحیفے ان سے پر ہوتے ہیں اور آسمان سوئم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہو جاتا ہے اور اوسکی طرف طبیعتیں مایل ہوتی ہیں اور جوش
کرتی ہے محبت لوگوں کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہیں اور ایسے دوست رکھتے ہیں مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و تسخیر کہ
اس سے بڑی اور چھوٹی اور علما اور امرا تسخیر ہوتے ہیں اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا میں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گویا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظم کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دایم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی
جب تک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے تو بس یہ سات رکن ہیں کہ
ملاء اعلیٰ میں اکٹھے مل جاتے ہیں اور سات کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پھر اس جسم میں تدلی اعظم سے
ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزین ہو شامل ہوتی ہے اوسکی رحمت
الٰہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن يمينه ومن عن شماله ومن حيث
لا يحتسب تربى بهذا الطفل سادات الملاء
الاعلى ويخدمه الملاء السافل فلا يزال يتقدم
امره ويزداد شأنه حتى يأتي امر الله على ذلك
فهذه هي الطريقة وقس عليه المذهب في الفروع
والاصول فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه
طريقة ومذهبا ولم يكن الذي اعطى كما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر على ما هو عليه
ثم ليس كل احد يفضى له بالطريقة وليس
عند الله جزاف ولا تخمين في شيء من الاشياء
بل انما يعطى من جبل مباركا زكيا فيه امداد
الافلاك السبعة وللملاء الاعلى والسافل وله
رحمة خاصة من التدلى الاعظم فكم من عارف
عظيم المعرفة وفان باق شديد الفناء سابغ
البقاء ليس بمبارك زكى فلا يعطاها وكذلك
لا يتعاطى حفظها كل احد بل لكل امر جل خلق
له فيسرت جبلته لذلك وآخر صورة ظهورها
فنشأة اخرى وراء النشأة المتعارفة فحقيقتها
بركة فايضة في الاعراض والافعال مشهد
آخر عرفنى رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان في المذهب الحنفي طريقة انيقة هي اوفق الطرق
بالسنة المعروفة التي جمعت ونقحت في زمان
البخاري واصحابه وذلك ان يؤخذ من اقوال
الثلثة قول اقربهم بها في المسئلة ثم بعد ذلك
يتبع اختيارات الفقهاء الحنفيين الذين

المشهد الرابع عشر

وہین وشمال سے اور وہان سے جہان اوسکا گمان نہو
پہر اس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور
اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پہر ہمیشہ اوسکی شان
بڑہتی جاتی ہے جب تک حکم الہی آوے تو پس یہی طریقت
اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع واصول مین پہر جو
شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالی نے اوسے طریقت عطا کی
یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین
نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا
حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہے
کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت
اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد
افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء سافل ہوتی ہے اور اسکی
ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت
یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی
نہین ان کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر امر کے
واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اوسکے جبلت اوسکو دی ہوئی ہے اور دوسرے
کام آسان ہین لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے
سوا ان عوالم متعارفہ کے اوسکا وہی عالم ہے کہ حقیقت اوسکی
برکت فائضہ ہے اعراض وافعال مین مشہد ۱۴ آخر
مجکو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین
ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اوس طریقہ سنت سے جو تنقیح
زمانہ بخاری اور اسکے ساتھ والونکی ہوئی وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام
اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہے وہ لے لیا جاوے پہر بعد اوسکے فقہائے حنفی کی پیروی کیجاوے

کانوا من علماء الحدیث کثرت فیہ شئی سکتت عنہ
الثلثۃ فی الاصول وما تعرضوا لنفیہ ودلت
الاحادیث علیہ فلیس بد من اتباعہ وکلہ مذہب
حنفی **مشهد آخر** ما بین قبرہ صلی اللہ
علیہ وسلم ومنبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ کما
ورد فی الصحیح اما انیہ فذلک فیما شاہدنا من الانوار
الراسیۃ علی کل شیء وان من صلی ہنالک یستغرق
فی بحر النور وان لم یلتفت واما لمیتہ فلان الانسان
اذا صار محبوبا ای دخل فی حیز رحمۃ
البرزۃ المثالیۃ وھذہ النقطۃ التدبیریۃ فکان
منظورا للحق وللملأ الاعلی عروسا جمیلا فکل
مکان حل فیہ انعقدت وتعلقت بہ ہمم
الملأ الاعلی والاشتیاق الیہ فلا جرم للائکۃ امواج
النور لاسیما اذا کانت ہمتہ تعلقت بہذا
المکان والعارف الکامل معرفۃ وحالا کل ہمۃ
یحل فیہا نظر الحق یتعلق باہلہ ومالہ وبیتہ
ونسلہ ونسبہ وقرابتہ واصحابہ یشمل المال
والجاہ وغیرہا ویصلحہا فمن ذلک تمیزت
ماثر الکمل من ماثر غیرہم **مشهد آخر**
استأذنتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رد ما وجدہ
علماء الحرمین علی بعض الصوفیۃ فلم یأذن
لی ورأیت العلماء العاملین وفق علمہم
المشتغلین بنوع من التصفیۃ الناشرین
للعلم واللہ بن اقرب الیہ واکرم علیہ واحب عندہ
من ہولاء الصوفیۃ وانکانوا من اہل الفناء

جو علماے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام
اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ آن کی
نفی کی ہے اور حدیثیں آن پر دلالت کرتی ہیں تو آن کا اتباع
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں **مشهد آخر**
درمیان منبر کریم اور روضۂ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے
جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو انیت اوسکی
تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نوروں پر
فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں
مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ
کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح میں
برزخ مثالیہ اور یہ نقطۂ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے
ایک عروس جمیل تو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلی کے
ہمتیں منعقد و متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور
انوار کی موجیں اوسکی طرف چلی آتی ہیں خصوصا جب اوسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان متبرک کی اور جو عارف کامل معرفت
و حال میں ہوتا ہے اوسکی ہمت میں نظر حق پڑتی ہے
اور علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل و عیال اور گھر اور نسل اور نسب اور
قرابت اور یاروں میں کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ
میں اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا ہے کملا اور
غیر کملا کی سیرت میں **مشهد آخر** مینے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوسکی رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھکو
اجازت نہ دی اور مینے دیکھا کہ علماء عاملین جنکا عمل موافق ہے علم کے مشتغلین ہیں تصفیہ سے اور نشر علم
کرتے ہیں اللہ کے نزدیک بہت مقرب ہیں اور اوسکو عزیز ہیں اور اوسکے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ اہل فنا

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشاهقة عند
الصوفية بيان هذا الجمل ان ههنا طريقتين طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشرا للعلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر و
سعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه
ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم
بعنوان حجة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعل الله في
الخلق وكر العناية بافاضتها ومظنة لظهورها
والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الجهة
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا
فيها والمناقسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة
الى سبب واحد ظهر الفضل من وجه ويبقى

اور بقا مین اور جذب جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
مقامات بلند مین نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ دو طریقے ہین ایک طریقہ وہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگونکی
نفع رسانی مین کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے مین ہے
کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اسنے پایا اور جو افاضہ
کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہے جسنے سلوک کیا
اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے
اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ مین ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
عالی نہین اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو دیا
ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے
ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا آپسمین فضیلت رکھتے
ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اوس شے کا کہ ظرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہین کہ
تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر ان مین اور منافست
منقسم ہوگی ان مین اور اگر تو اعتبار کرے کہ مضاف
ہین سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضیلت ظاہر رہیگا

www.ahnafmedia.com

من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتى الطريقتين أهل الجذب نفسا
التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقلبون
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
باجهاشهم الى هذا النور وانه رائجهم في تقويم
بفقده فان المسئلة دقيقة مشكلة جدا
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة و
لم يرى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين ونحوها
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفنا
فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجددين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية التي تعلقت
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس
هو الا قائما بالجوهر ومقام التحقق فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

افضلیت شیخین

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نہ رہیگا ہان یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انکشاف تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی
معرفتیں کتاب اور سنت سے مطابق رکھتے ہیں اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اوس
نور میں مندرج ہوتے ہیں اور قوام پاتے ہیں اور اس سے عجز کرتے
یہ مسئلہ دقیق ہے مشتبہ آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کس لئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب
کمالات اوروں میں نہیں مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے میں نے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
تو ظاہر ہوا مجھ پر کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا ہونے کے جیسے اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین میں اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجددین میں اول قسم کی یہانتک کہ میں اونکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اون میں سے پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں
ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قائم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تھے بہ نسب میں

www.ahnafmedia.com

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما او اقوى جبلة
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك ترى
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
ترى العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلون عليا
وكذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ
معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل
الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك **مشهد
آخر** رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى
الله عليه وسلم نظرا خاصا كأنه الذي يعني من
مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى
تلك النظرة واعجبني اشد عجب فالصقت صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فسامتت تلك النظرة والتمست
كنهها ومرتبة منظرها ومرمى لها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شأن
احبه ونظر اليه وشأنه صلى الله عليه وسلم
ليس بشأن رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكان صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موج حركة لا منتهاه ولكل سيل شوق

[illegible]

جبلت اور فطرت محبوبہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور
جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مائل تھے اور اسی واسطے جو علما واقف ہیں
معارف نبوت کے آن کی تفضیل کرتے ہیں اور جو علما معارف ولایت
کے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہیں
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ
مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا
مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا میں نے اور مانند
گردانتے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر
ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے
گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو
اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس میں لاحق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا میں
جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اُس نظر کا اور دریافت
کیا کنہ اُسکا اور ہوگیا میں اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا
ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف
نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے
منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے اوپر وجہ
موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں
اور ظہور کے آخر نقاط میں اور ہر موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے

المشهد الرابع والعشرون ۲۴

الی مبلغہ. فتدبر والله ولی التوفیق. **مشهد آخر**
رأيت الشفاعة اليه صلى الله عليه وسلم والتوسل
اليه بعلماء الحديث والذين خلوا في عداد خدمة
الحديث وحفظه على الناس عروة وثقى وحبلا
ممدودا لا ينقطع فعليك ان تكون محدثا او
متطفلا على اهل الحديث ولا خير فيما سوى ذلك فيما
ارى والله اعلم بالصواب. **مشهد آخر**

المشهد الخامس والعشرون ۲۵

العارف اذا كمل التصقت روحه بالملاء الاعلى
وهنالك حضرة عالية شامخة ارتفعت تلك
هممهم ولم ترتفع اجسادهم واولئك كلهم
على همة رجل واحد راجعة الى تدبير وحداني
وان اختلفوا في تفاصيلها فقد بدا لي هنالك في تلك
الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما
غشيهم واختفت هممهم تحت شعشعان
تلك الانوار حتى لا تكاد تتميز منها ولا تتمايز بينها
وان انا ضربت لهم تلك مثلا فلا تجر الى كل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشياء الا من
جهة دون جهة هم بمنزلة الهيولى الخفية
التي لا تدرك الا من احكام وآثار تنبجس من هذا
الموجود من جهة مسام الهيولى التي هي ام القابليات
والنور الغاشي لهم الماحي اياهم بمنزلة
الصورة التي تدرك اول ما يدرك وهي اصل الفعليات
فتنبجس في تلك الحضرة احكام وآثار متولدة من علوم
الملاء الاعلى وهممهم التفصيلية تلطف فيهم
وارتقت صعدا وتهامعهم فتلك مسامات

اپنے مبلغ تک۔ پس غور کر کہ سر دقیق ہے۔ **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے
انکو جو علماء حدیث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتوں کے سوا بہتری
نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلیٰ میں جا ملتی ہے اور وہاں
ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتیں وہاں بہت مرتفع ہیں جو ان
اُن کے جسم نہیں رفیع ہیں اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر یکی
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلوں
میں مختلف ہیں پھر تجلی کرتا ہے اُس عالی درگاہ میں رب العالمین
پس ڈھانک لیا اُنکو نور میں جس قدر کہ ڈھانک لی اور انکی ہمتیں
چھپ جاتی ہیں اُس انوار کی چمک میں یہاں تک کہ تمیز نہیں ہوتیں
وہ ہمتیں نہ آپس میں متمائز ہوتی ہیں اور اگر میں اُن کے
اُس حال کے مثل بیان کروں تو دھوکا نہیں اور خفا نہو مجھپر
ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیاء کی تفسیر نہیں کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہیں
جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور آنکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں اُس درگاہ عالی میں
احکام و آثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف
ہو جاتی ہیں اُنمیں بلند ہو جاتی ہیں از روئے صفائی کے اور انکی ہمتوں کے مسامات

www.ahnafmedia.com

همهم التي تسبح في حظيرة القدس فيض على القلو
ب ولا يتركها كما هي بل يصيرها فوقها من جوهره
فتختلف حالات الحضرة القدسية رضا وسخطا
ورضوان وتبسط وتقبض وإعراض وتنزل في
أوقات وحال وتردد في القضاء وكلعن الأقوام
وإيجاب وتحريم وتنسيخ وأمثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف انشراحها وعزيمتها وتحولها
عن عزيمتها وتحولها كل يوم في شأن صارت المتشابهات
عنده محكمات ه ولم يبق الإشكال إشكالا
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح إلا أن يفوض
هذه الأمور إلى الله ويؤمن بجملتها إذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الأعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه أن يحصل له شرف الفنا والبقا
ربما يحل هنالك فليست روحه ونفسه وجسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فأعطيت من ذلك كأسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضيرة
حضيرة أخرى أسفل منها هي مرفق همم الملأ السافل
ومجمع أمرهم ومنبع إلهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ما أشبه شأنها بشأن هذه الحضرة
القدسية اتصف الحق بواسطة تدليه هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الأمر
وأمثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما أدق

جاری ہوتا ہے حظیرۃ القدس میں پھر اوس سے فیض نکلتا ہے قلوب پر
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے غصہ و خوشی اور
خوشی و قبض اور روگردانی بعض نزول فی الاوقات یا فی الحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوسکے انزال
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ہ ولم یبق بالاشکال
اشکال رہتا ہے اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملا اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
ومعقد نواصی اُن کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابقہ علم اسکے لئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہان فنا اور بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتا ہے وہان تو اوسکی روح اوسکے جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجکو اسکا ایک پیالہ سرشار پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اُس سے نیچے کہ وہ نزد بان ملا سافل کی ہمتوں کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جگہ ہے اور انکی احکام کا
محکمہ اور اونکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ ہے اس
درگاہ کی شان کی وہاں حق متصف بواسطہ تدلی کے اپنے
بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی چاہنے سے بعض امور
میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت ادق ہے

www.ahnafmedia.com

وأجل من أن يعالجها العقول العامية والله الموفق

مشهد آخر

انقدح عليّ من فيض صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام معرفة بالله منها أن هذا الشخص يمتاز من سائر الناس بأن الأجزاء الفلكية فيه في غاية الظهور كأنها قد أحكم وأنها يقوم بها صبغ إلهي يجعل جميع معانيه مناسبة بما يلي جناب الحق ومنها أن تام المعرفة لا بد أن يكون في نقض التعلقات الدنيوية والأخروية والجسمانية والروحية حتى تخضع لها لم يتعلق بسريان الوجود في الموجودات وتوجه المبدأ بالإرادة الكلية إلى تلك النشآت فقطنت أن معنى من معاني جزئية الذي يجذ وحذ ونحل فما حل بصبغ إلهي أن هذا النقض محبة ذاتية تتوجه إلى نقطة الذات فمن صده عن التنقيض والتخلي عن الكل البقاء بالله والتصرف بالحق في الخلق وطلوع الإرادة الحبية من المبدأ ومن طلب يتحقق تشخصه فليس بتام فما التام من جعل هذا النقض في غاية عضاطه لم يلتبس حب مظهر ولو بالحق حيث يكون عنوانا للمحبة الذاتية وجسدا لروحها وشبحا لحقيقتها وجعل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق للخلق لا لأنفسهم بل بالحق في رعايته ومنها أن كل عارف تام المعرفة فإنه لا يأخذ شيئا إلا من نفسه ومنها إسناد المعلمات أن يلقي هذا الفرح على جزء موجود به فينصبغ على معناه فيظهر عليه ولم يكن شيء فمنا استفاد من غير شيئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عامہ پہنچیں اوسکو واللہ الموفق

مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئیں بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک ان میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزائی فلکیہ کا اسمیں ظہور قوی ناقدہ ہے محکم ہو جیسے بسبب صبغہ الٰہی قوام پاتی ہیں واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی و روحانی اوس سے قدرتے دور ہوں اور اوسکو بیکار نکر دے سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبدا کے بارادہ حبیت اون عوالم کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اوس جزو میں سے جو مقابل ہو زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہو تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقی سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع حبیت مبدا کا کیا راہ روز تک شخص اپنی ہے وہ پورا پورا نہیں ہو سکا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقی کو اپنی طرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب سے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہے محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اون کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی طرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل المعرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے بہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی سعادت یہ ہے کہ وہ فرد اکا ہو اوس جز پر جو اوس میں موجود ہے اور رنگ دے اسکے معنے اس کے ساتھ ہو جائیں پہر اوسکو ظاہر ہو جائے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے کچھ

من غیر هذا الوجه فلیس بتام المعرفة بما فیه
جامعیت تام المعرفة فانه تسخیر جمیع ما سوی الله تبارک
وتعالی وما سوی اسمائه وتجلیاته اما بالقهر فهو هذا
فیما کان ادنی حالا وانقص فوق من نشأة هذا الفضاء
التی البست فوق جامعیة وجعل حجابا دون
معانیه فتارة یکون بهیمیة مختلطة بالملکیة تقوی
بقویة او ضعیفة بضعیفة او ضعیفة بقویة
فتختلف الاحکام والآثار فیها حیث تکون عند العوام
الناظرین الی اللباس دون الجامعیة والواقفین
علی الصور دون المعانی واما بالمناسبة وذلک
فیما کان اقوی حالا واتم تاثیرا من تلک النشأة اللباسیة
والحجابیة فسر المناسبة انما ینشأ من جزء فی العارف
یقوم مقام هذا المراد تسخیره فبینه وبین عروق
ممتدة وما ساریقا اصله من جهة سر تلک النشأة
المشترکة فیها فاذا توجه العارف الی ذلک الجزء
المثل توجه حرک بتلک الخیوط المشتبک ذلک
المراد تسخیره واما الاسماء والتجلیات فلا تکون
مسخرة لشعشعان نور الربوبیة ثم هنالک حب
بازاء محبوبیة فتحرک المحبوبیة وتحرک المحب ازاءه ویقترح
التجلی والاسم الذی یناسب هذا الحب فمن لم
یعرف هذا التسخیر المستطیر ولم یره فی نفسه فلیس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخیر المستطیر
معنی من معانی جزئیة الذی یجد وجدا والسمت
لما انصبغ بصبغ الحق صار التسخیر الذی فیه
هذا المستطیر ومعناه ان تام المعرفة له وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل کو حاصل ہوتا ہے
اور کل مسخر ہوتے ہیں سوا اسکے تبارک کے اور سوا اسکے اسماء اور
تجلیات کے یا بقہر سو یہ اُس صورت میں ہے کہ حال اونی اور قوت
ناقص ہو عارف کی اُس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکا ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اُس عارف کامل کے سبب حقہ
مناسبت کے اور یہ اُس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اُس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اُس جزو سے جو عارف میں ہے
کہ قائم مقام ہوتا ہے اِس مراد کے کہ وہ اُس کی تسخیر کیا تو
درمیان اُس عارف اور اُس جزو کے رگیں ہیں ممتد اور
ماساریقا اور اصل اُس تسخیر کی جہت سے اُس سر عالم مشترک کے جو
اُس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اُس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہے اُن خیوط مشتبکہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسماء اور تجلیات نہیں مسخر ہوتی ہیں بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں محب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تجلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی سے ہے اُس جزو کی جو مقابل ہے جس سے محبت رنگا جاتا ہے رنگ حق کے
ہوتا ہے وہ جزو تسخیر جس میں ہے مستطیر اور معنی ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کی رو سے

كانوا من علماء الحديث فرب شيء سكت عنه
الثلاثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت
الاحاديث عليه فليس بد من اثباته ولكل مذهب
حنفي **مشهد آخر** بين قبره صلى الله
عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما
ورد في الصحيح اما انيته فلك فيما شاهدنا من الانوار
الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق
في بحر النور وان لم يلتفت واما لميته فان الانسان
اذا صار محبوبا اي دخل في جذر بعض حظيرة
البرزة المثالية وهذه النقطة التدبيرية فكان
منظور الحق والملأ الاعلى عرسا جميلا فكل
مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم
الملأ الاعلى والانتساق اليه فاحل جلالته وامواج
النور لا سيما اذا كانت همته تعلقت بهذا
المكان والعارف الكامل معرفة وحالا كان همه
يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال
والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تعين
ما ترى الكمل من ما ترى غيرهم **مشهد آخر**
استأذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده
علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن
لي ورأيت العلماء العاملين وفق علمهم
المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين
للعلم والذين اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده
من هؤلاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء

المشهد الثالث والعشرون

المشهد الرابع والعشرون

جو علماے حدیث سے ہین کیونکہ بہت چیزین ہین کہ امام
و صاحبین نے اصول مین نہین بیان کین اور نہ آن کی
نفی کی ہے اور حدیثین آن پر دلالت کرتی ہین تو آن کا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہین **مشہد آخر**
درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے
جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف مین سو انیت اوسکی
تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نورون پہ
فائق ہے اور جو وہان نماز پڑھتا ہے وہ دریاے نور مین
مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے
کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح مین
برزخ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہوجاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور ہوجاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے
ایک عروس جمیل تو جس مکان مین جاتا ہے ملاء اعلی کے
ہمتین منعقد اور متعلق ہوجاتی ہین اور ملائکہ کی فوجین اور
انوار کی موجین اوسکی طرف چلی آتی ہین خصوصا جب اوسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت
و حال مین ہوتا ہے اوسکی ہمت مین نظر حق پڑتی ہے
اور متوقر رکھتی ہے اوسکی اہل اعیال اور گھر اور نسل اور نسب اور
قرابت اور یارون مین کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ
مین اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا ہے کملا اور
غیر کملا کی تیرہین **مشہد آخر** ہمنے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اوسکو رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیون پر اعتراض کئے ہین تو مجھکو
اجازت نہ دی اور مینے دیکھا کہ علما عاملین جنکا علم موافق ہے مشتغلین ہین تصفیہ سے اور نشر علم
کرتے ہین آپکے بہت مقرب ہین اور آپکو عزیز ہین آپکے محبوب ہین ان صوفیون سے اگرچہ اہل فنا

www.ahnafmedia.com

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة والتوحيد ونحو ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية. بيان هذا الجمل أن هنا طريقتين طريقة انتقلت إلى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم بالوسائط وهي ترجع إلى تهذيب الجوارح بالطاعات والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله والنبي صلى الله عليه وسلم وإلى تهذيب الناس نشراً للعلم وأمراً بالمعروف ونهياً عن المنكر وسعياً فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه المذكورات. وطريقة بين الله وبين عبده من حيث أوجده فوجد وأفاضه ففاض وليس في هذه واسطة أصلاً ومن سلك في هذه وأمثالها شأنه أن يتنبه بحقيقة أناه وينشق في ضمن هذا التنبه بالحق وينشعب من ذلك الفناء والبقاء والجذب والتوحيد وغيرها. وكلامنا في الطريقة الثانية أنها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم بعنوان هذه ولا من عنده لأنه عليه الصلاة والسلام بعنوان فيضان الطريقة الأولى وجعله الله في الخلق ولي العناية بإفاضتها ومظنة لظهورها. والأشياء يتفاضل فيما بينها بوجهين وجه أن تعتبر تهايلها في ظرف الوجود العام الذي لا يغادر جهة إلا أحاطها فحصلت الأعداد التي يقع بها التفاضل وكان الفضل داخلاً فيها وإذا انتسبت منقسمة بينها وإن اعتبرنا مضافة إلى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه وبقي

اور بقا مین اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ مقامات بلند مین نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ دو طریقے ہین ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسایط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگونکو نفع رسانی مین کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے مین ہے کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اسنے پایا اور جو افاضہ کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہے جسنے سلوک کیا اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو حقیقت انا کی اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہو فنا اور بقاء جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ مین یہ ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمانی نہین اور نہ نبوت سے آپکے استنباط کی گئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو واسطے ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے ظہور کے۔ اسطے جانے مقرر کی ہے اور اشیا آپس مین متفاضل ہین ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اوس شے کا کہ طرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کا محیط ہو کسی کو نہ چھوڑے تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہین کہ تفاضل واقع ہوا ہے جو فضل داخل ان مین اور منقسم منقسمہ ہوگی ان مین اور اگر تو اعتبار کرے کہ منسوب ہین سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا ہے

من وجه فكان احد الاشياء على بعض الفضل اصلا
ثم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتي الطريقتين اما اهل الجذب فانصب
التنبه الاجمالي عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقلون
معارفهم من الكتاب والسنة واما اهل السلوك
فابتهاجهم الى هذا النور وانه رائجهم في تمنيهم
به فتدبر فان المسئلة دقيقة **مشهد آخر**
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول صوفي
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة و
لم ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يشبهها
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء
فليس بالاصل بل جزئي من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجردين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية المتعلقة
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
بحسب كمالهما على انه العرض الذي ليس
الا في الجوهر ومتمما التحقق فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نہ رہیگا آن یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقوں سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انصباب تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی
معرفتین کتاب اور سنت سے مطون رکھتے ہین اور اہل سلوک
اس نور سے تفریح کرتے ہین اور آرزو کرتے ہین اور اوس
نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے **مشہد آخر** کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کیلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین
اول صوفی اور اول مجذوب اول عارف ہین اور یہ سب
کمالات اورون مین نہین مگر قلیل بطفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
تو ظاہر ہوا مجھپر کہ فضل کلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا ہونے جیسے اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہ ضعیف سے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجردین مین اول قسم کی یہانتک کہ مین انکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوس سے پانی نکل آتا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین
ظاہر ہوئی بحسب کمال ان دونون کے اس طرح جیسا عرض قایم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب ہین نسب مین

www.ahnafmedia.com

والجبلة والفطرة المجبولة منهما واقوى جذبا
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
لم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه
ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ
معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل
الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك مشهد
٢٦ رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى
الله عليه وسلم نظراً خاصا كأنه الذي يعني من
مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى
تلك النظرة واعجبني اشد عجب فلصقت به صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فساميت تلك النظرة والتمستها
وصرت منظراً ومرآة لها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شأن
احبه ونظر اليه وشأنه صلى الله عليه وسلم
ليس بشأن رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موجود حركة الى منتهاه ولكل مسيل شوق

المشهد السادس والعشرون

جبلت اور فطرت مجبولہ میں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور
جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علما واقف ہیں
معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہیں اور جو علما معارف ولایت
کے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہیں
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ
مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا
مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا میں نے تم سے اور مانند
گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سِر
ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا ہے اللّٰہم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک مشہد آخر ہے دیکھا میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص سے
گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو
اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس میں لاحق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی ہو گیا اور ہو گیا میں
جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اُس نظر کا اور دریافت
کیا کہ اُسکا اور ہوگیا میں اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا
ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف
نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ئت
منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے اوپر وجہ
موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں
اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موجود کی حرکت اوسکی منتہا تک ہے اور ہر سیل کو شوق ہے

www.ahnafmedia.com

المشهد الرابع والعشرون ۲۴

الى مبلغ مفتدبر فالسر دقيق **مشهد آخر**
رأيت الاستشفاع بالنبي صلى الله عليه وسلم والتوسل
اليه بعلماء الحديث والدخول في عدادهم بعلم
الحديث وحفظه على الناس عروة وثقى وحبلا
ممدودا لا ينقطع فعليك ان تكون محدثا او
متطفلا على محدث والاخير فيما سوى ذلك فيما
اعلم والله اعلم بالصواب **مشهد آخر**

المشهد الخامس والعشرون ۲۵

العارف اذا كمل التصقت روحه بالملأ الاعلى
وهنالك حضرة عالية شامخة ارتفعت تلك
هممهم ولم ترتفع تلك اجسادهم واتفقت تلك
على همة رجل واحد راجعة الى تدبير وحداني
وان اختلفوا في تفاصيلها فتدلى هنا العارف تلك
الحضرة رب العالمين فغشيهم من النور ما
غشيهم واختفت هممهم تحت شعشعان
تلك الانوار حتى لا تكاد تتميز منها ولا تتمايز بينها
وان انا ضربت لهم تلك مثلا فلا تعجل الى كل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشياء الى من
جهة دون جهة هم بمنزلة الهيولى الخفية
التي لا تدرك الا من احكام وآثار تنجس من هذا
الموجود من جهة مسام الهيولى التي هي ام القا
بليات والنور الغاشي لهم الماحي اياهم بمنزلة
الصورة التي تدرك اول ما يدرك وهي صورة الفعليات
فتنفس في تلك الحضرة احكام وآثار ما تولد من علوم
الملأ الاعلى وهممهم التفصيلية تلطفت هممهم
وارتقت صفاوتها معهم هممهم فتمكن مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کرکہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** مینے دیکہا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شفاعت اور توسل ہے
اونکو جو علماء حدیث ہین اور جو اونکی گنتی مین داخل ہین اور علم
حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کرلے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتون کے سوا بہتری
نہین ہے جو میری رائے مین ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف
جب کامل ہوجاتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی مین جا ملتی ہے اور وہان
ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتین وہان بہت مرتفع ہین وہان
اُن کے جسم نہین رفیع ہین اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر یکی
ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہوا اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلون
مین مختلف ہین پھر تدلی کرتا ہے اُس عالی درگاہ مین رب العالمین
پس ڈھانک لیتا اونکو نور میں جسقدر ڈھانک لی اور انکی ہمتین
چھپ جاتی ہین اُس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین
وہ ہمتین نہ آپسمین متمایز ہوتی ہین اور اگر مین اُن کے
اُس حال کے مثل بیان کرون تو ممکن نہین اور خفا ہو تجھپر
ہر نشیب وفراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے
ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہین
جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام وآثار سے جو جاری ہوتے ہین اس موجود
جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ
اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور اونکو محو کئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس
صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ
صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہین اُس درگاہ عالی مین
احکام وآثار جو ملاء اعلی کے علوم سے متولد ہین اور اونکی ہمتین تفصیلیہ لطیف
ہوجاتی ہین اُنمین بلند ہوجاتی ہے اونکی صفائی ہمتونکی ساتھ پھر اونکی ہمتون کے مسامات

www.ahnafmedia.com

To: www.al-mostafa.com

حسبهم ويجتمع في حظيرة القدس فيضرب ماء النور
ولا يدركها كما هي بل يصيب منها قربا من جوهره
فتختلف حالات الحضرة القدسية فرضا وسخطا
وحزنا وتبشبشا وقبضا واعراضا ونزولا في
اوقات واحوال وترددا في القضاء ولعنا لاقوام
وايجابا وتحريما ونسخا وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة ومن احاط انها وتنزلا جهاتها
عن نيتها وانها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ــه ولم يبق الاشكال اشكالا بدية
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى ومناط
توجههم ومعقد توسلهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله في سابق علمه ان يحصل له شرفا وبقا
ربما يحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين ودون هذه الحضرة
حضرة اخرى اسفل منها هي مرتقى همم الملأ السافل
ومجمع امرهم ومنبع الهامهم ومحكمة قضا فيهم
ومناط توجههم وانتسبت شانها بشان هذه الحضرة
القدسية اتصف الحق بواسطة تدلية هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا مع قربهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرۃ قدس میں پھر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے خوشنا غصہ و غصے اور
خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول بھی اوقات بابی الحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے شاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اوسکے تنزل اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ــه ولم یبق بالاشکال
اشکال ربیتہ اور جسنے اوس درگاہ کا شاہدہ نہیں کیا اوسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلی کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
و معقد توسل ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم میں اسکے لیے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا و بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتا ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکے جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک جام بسرشار پس کیا کہوں کیا تھا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے سوا [illegible] ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ [illegible] کی ہے اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی [illegible] کا
محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی [illegible] اور
درگاہ کی شان کی وہاں حق تعالی متصف ہی ہو [illegible]
بندوں سے محبت رکھنے سو اور انکی خوشنودی کرنے [illegible]
ہیں اور دونو درگاہوں کی معرفت نہایت [illegible] ادق ہے

واجل من ان يعلمهم العقول العاصية والله الموفق

مشهد آخر انفتح علي من فيض صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام معرفة بالله منها ان هذا الشخص يمتاز من ساير الناس بان الاجزاء الفلكية فيه قوية الظهور نافذة الحكم وانها يقوم بها صبغ الله يجعل جميع معانيه منسبا بما يلي جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان يكون في نقض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية والروحية فضلا عن خلقه سر سريان الوجود في الموجودات وتوجه المبدء بالارادة الجملية الى تلك النشآت فطفقت انه معنى من معاني جزئية الذي يجذ وجذ ونحل فاذا حل به صبغ الله سار هذا البغض حب ذاتية تتوجه الى نقطة الذات [illegible] عن التنفيض والتخلي عن الكل البقاء بالله والتصرف بالحق في الخلق وطلوع الارادة الكلية من المبدء منطبقا على تشخصه فليس بتام انما التام من حمل هذا البغض في وعائه غضا طريا [illegible] حب مظهر طور بالحق حيث يكون عنوانا للمحبة الذاتية وجسدا لها وحها وشبحا لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه بل بالحق للخلق لا لانفسهم بل بالحق في وعائه ومنها ان [illegible] معرفة فانه لا ياخذ شيئا الا من [illegible] المعلمات ان ينبه هذا الفرخ على [illegible] ينكشف عليه معناه فيظهر عليه [illegible] فمن استفاد من غيره شيئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عاصیہ پہنچی اوسکو واللہ الموفق

مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مجہپر کہل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک اون میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر مین کہ اجزائی فلکیہ کا اوسمین ظہور قوی نافذ الحکم ہے جیسے صبغۃ اللہ الٰہی قوام پاتی ہین واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شے کے جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کیلیے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور جسمانی وروحانی اوس سے نفرت سے دور ہون اور اوسکو بیکار نکرے سریان الوجود فی الموجودات کا سِرّ اور توجہ مبدا کے بارادہ جمیعت اون عوالم کے اور مینے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین اوس جزو میں سے جو مقابل ہو نحل کے پہر جب رنگ الٰہی آتا ہو تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اوس بے تعلقی سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اور خلوت کل سے بقا باللہ ہو اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع جمعیت مبدا کا کیا اور وزن کر شخص اپنے پر وہ پورا پورا نہین ہے ہو پورا پورا وہ شخص ہے جسنے اوس بے تعلقی کو اپنی ظرف مین بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرف مین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت سے ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہین حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معدات سے یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس جزو سے جو اوس مین موجود ہو اور اوسکے معنے اوس پر کشف ہو جاوین پہر اوسکو ظاہر ہو جاوے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے

www.ahnafmedia.com

من كان بهذا الوجه فليس بتام المعرفة فتمامها ان
عارف تام المعرفة فان يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته فاما القهر فهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا القوي
التي لبست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معاني فتارة يكون بهيئة مختلطة بالملكية قوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة او ضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيحدث نكرة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واكثر تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية فسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه بين عروق
ممتدة وما سار يقال اصل من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا اتوجه العارف الى ذلك الجزء
اشتد توجه حركة بتلك الخيوط المشتركة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية تنعم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه ويتحرك
التدلي والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يكن في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئية الذي يجد وجدانه والنسبة
لما انصبغ بصبغ الحق صار التسخير الذي فيه
هذا المستطير ومتى كان تام المعرفة له وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل کو تسخیر ہوتا ہے
اوسکو سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا تسخیر وہ قہری ہو یہ اوس صورت میں ہے کہ حال ادنیٰ اور قوت
ناقص ہو عارف کے اوس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور
کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے ہیئت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتے ہیں احکام اور آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اوس عارف کامل کے سبب سے بقدر
مناسبت کے اور یہ اوس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اوس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اوس جزو سے جو عارف میں ہے
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اوس کی تسخیر کی تو
درمیان اوس عارف اور اوس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ما سار یقال اور وصل اوس تسخیر کی جہت سے اوس سر عالم مشترک سے جو
اوس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اوس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہے اون خیوط مشترکہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں رکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی سے ہے اوس جزو کی جو مقابل ہے جس کے قوت رنگا جاتا ہے کہ آگہی
ہو جاتا ہے وہ جزو تسخیر جس میں یہ مستطیر ہے اور تحقیق ایک یہ ہے کہ کامل کی حرکت کی [illegible]

فيقع عنايته بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينسب إليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق وذلك لأن نفسه إذا تجردت عن كدورات الجسد والتصقت بالملأ الأعلى وتجلى هنالك الحق وإنما يكون التجلي بحسب استعداد المتجلى له وهذه النكتة هي التي قصدناها في شرح المثل بالهيولى والصورة تتلون تلك النفس بلون الحق وتصير كأنها تدلٍّ من تدليات الله تعالى إلى خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار إليه فحينئذ يقع توجه نفسه إلى هذه الأمور معدة لانعطاف جناب القدس إليها فإذا تمكن هذه النسبة في أضلاع النفس وشعبها وشجونها وجميع شؤونها اختلط النظر الإلهي بكل ذلك فصار كالإكسير يستشفى به وإنما أريد بشجون النفس وشعبها ما يتوجه إليه النفس من غير جمع الهمة بعادة أو ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا السر آثار وأحكام كثيرة وفطنت بأن هذا المعنى من مخارجه الذي يعبر عنه وهو زحل مختلط بالمشتري حين حلول الصبغ الإلهي ومنها أن تام العرفان متنعم بجميع النعم التي أنعم الله بها على السماوات والأرضين والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والأنبياء والأولياء والملوك وغيرهم وذلك أن فيه أجزاء كل منها يحذو حذو شيء من الموجودات فهي نسخة إجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء منه إذا تتبعت تفصيله النفس بتلك النسخة

تیز نظری ہو تو اس کی عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اس کے قریب ہے اور اس سے نسبت رکھتی ہے کے ساتھ اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مخلوط ہو جاتی ہے اور یہ بات اس واسطے ہے کہ اس کا نفس جس وقت کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد اس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں ہیولیٰ اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے خلقت کے ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس اس وقت اس کا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی توجہ مستعد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اس کی طرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اس کے پہلو کی ہڈیوں میں اور اس کے شعبوں اور رگوں میں اور پٹھوں میں تو مخلوط ہو جاتی ہے نظر الٰہی ان سب میں تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہوتی ہے اور میری مراد نفس کی رگوں اور شعبوں سے وہ شے ہے جس کی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور بسبب عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی وجہ سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی جزو سے ہے اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بروقت حلول کرنے رنگ الٰہی کے اور انہیں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اس واسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں جو اجزا ہیں تمام موجودات کے مقابل میں ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور اس کی ہر جزو کا ایسا کہ جب اس کی تفصیل کریں تو نکلے یہ عالم

لما وقع منه شیء تمثلت لما انفعلها الجزء من الاجزاء له
وهو مطلوب یتمثل کل هذه النعم والمسئلة
لنا من قبیل المسامحة والتجوز بل هو الحقیقة التی
لیس وراءها الا هی نعم ان تجرد الشخص الکلی
المنبث فی جمیع المخلوقات حضر هذا السر فاذا
وصل الی ما یلیه التشخصات الجزئیة استتر عنه

مشهد آخر ثم منتظر المعنی حدیث
سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم این کان ربنا
قبل ان یخلق خلقه قال کان فی عماء الخ فافیض علی هذا
السر فتمثل لی نور عظیم فی اعالی بعد هیولانی
قد احاط بجامع هذا البعد تدبیرا بخطوط شعاعیة
ممتدة منه الی جمیع نواحیه فقیل هذا هو المشار
الیه بقوله علیه السلام کان فی عماء هذا البعد الهیولانی
هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعیة
هی القهر المشار الیه بقوله تبارک وتعالی هو القاهر
فوق عباده فحین ظهر هذا السر ثلج قلبی کان لم یکن لا
شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلک
تخلخلت الی حیز العقل فعقلت ان الذات الالهیة
اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات کانت
مندمجة فیها فظهرت هذه الصفة فی صقع الوجوب
ظهورا عقلیا وتمثلت هنالک بهذا الظهور
اعیان الممکنات وشئون ظهور الواجب فی کل
نشاة وتدلیه فی کل برزخ واقتضت الذات الا
لهیة باتصافها بهذه الظهورات عدما ومادة
وخارجا فاظهر فیه ما کان منطویا فی حیزه

تو جو قسمت واقع ہوتی ہے اوسکا مثل کوئی جزو ہوگا اجزا مین سے
اور یہی مطلوب تھا اور یہ کلام کچھ سرسری سا محنت اور تجوز سے
نہین ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہان یہ سر جب میسر ہوگا
کہ جسوقت مجرد ہو جائے واسطے شخص کلی منتشر کے بیچ مخلوقات
کی اور جب پہنچ جاوے تشخصات جزئیہ کی تو وہ سر پوشیدہ
ہو جائیگا اور **مشہد آخر** مین اس حدیث شریف کے
معنی کا منتظر تھا سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان
ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ ترجمہ پس فاضہ ہوا
یہ سر کیا دیکھا مین نے کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی مین اور
اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر اون
خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد ہین اوسکے تمام نواحی
کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین کان فی عماء یہ بعد
ہیولانی وہ عما ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے
جو قرآن شریف مین ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ سر
ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا کچھ شبہ ہی
نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین دھس گیا حیز
عقل مین تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضے اور مستلزم ہوئی ظہور کے
اون استعدادات کی جو اوسمین مندرج تھین تو ظاہر ہوئے
ناحیت وجوب مین از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئین اس ظہور سے
اعیان ممکنات اور شئون ظہور واجب کے ہر عالم مین
اور اوس کی تدلی ہر برزخ مین اور اقتضا کیا ذات اللہ نے
اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم
اور مادہ اور خارج کے تو اوس مین
ظاہر کر دیا جو منطوی تھا پیچیدگی

الاعیان والاسماء واول ما ظهر هنالک نور الٰهی
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط علیه وهو
قائم مقام الذات الالٰهیة وهو قدیم بالزمان لان
الزمان والمکان والمادة عندنا شیء واحد هو هذا
الاستعداد الذی سمیناه بالعدم والخارج وفیه
الارادات المتجددة وهو اول شیء نطق بشأنه
السنة الشرائع وذلک لانه انما سئل عن
این ولم یکن حینئذ یصلح للجواب الا ما ظهر فی الخارج

مشهد آخر افاض علیّ من جناب القدس
صلی الله علیه وسلم کیفیة ترقی العبد من حینه
الی حین القدس فیتجلی له حینئذ کل شیء کما اخبر
عن هذا المشهد فی قصة المعراج المنامی فربما
رجع نظره فهو یری الی ما جری علیه من الوقائع
فیعرف ما کان منها الهاما من الحق وتقریبا ما کان
من الطبع وتسویل الشیطان وربما علم علما صحیحا
ما یکون ما یتداوله الملأ الاعلی من العلوم الناموسیة
والانذار بالوقائع الآتیة ومخاصمة الناس حتی لا
فی مدارکهم واحتیال الملک عقدتها مما یناسب
تلک العلوم فی تلک النشأة ومن هیآت الملأ
الاعلی ومقاماتهم ومقامات الملائکة وارواح
الاولیاء والانبیاء والملأ السافل وما یضاهی ذلک
وهذه العلوم کلها علوم القرآن العظیم فرأیت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلک الحضرة امراً
عظیما ثم قیل لی هذه حضرة رؤیة لا حضرة کلام

اعیان ہین اور اسماء ہین اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اُس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اُس پر مسلط ہو گیا اور وہ
قائم مقام ذات الٰہی ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ
اور مکان اور مادہ ہماری نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد کہ
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس مین ارادات متجددہ
ہین اور وہ اول شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہین اسواسطے
کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت
وہی چیز رکھتی ہے جو خارج مین ظاہر ہو۔ **مشہد آخر** افاضہ
ہوئے مجھپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت
بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اوسوقت اوسکو
روشن ہو جاتی ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد سے قصہ معراج
منامی مین تو اکثر بوقات آدمی کی نظر پیچھے پھرتی ہے اپنے پاؤن اون
وقائع کی طرف جو اوس پر گذری ہین تو جان جاتا ہے جو اون مین
الہام حق تھا اور جو تقریب تھی طبیعت کے اور تسویل شیطانی تھی
اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہو جاتا ہے جو برتتے ہین ملأ اعلی علوم
ناموسیہ سے اور آنے والی وقائع سے ڈرنے کا اور لوگون کے جھگڑنیکا
ان کے تنزل کے اُن کی مدارک کی طرف اور اراد و حیلہ کے واسطے
اُس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اون علمون کے ہے
اوس عالم مین اور ہیئت ملأ اعلی کی اور اُن کے مقامات
ملائکہ اور ارواح اولیا و انبیا اور ملأ سافل اور جو اسکی
مانند ہون اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہین
تو مین نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے
اور تجرد سے مالوفات اور عادت اور محسوسات کے
اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم
اور مجھے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام

www.ahnafmedia.com

فلما اراد الحق ان يتجلى الى الخلق بكتاب بدا له
لبس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذا كالروية بالنسبة اليه كلما تحركت
كيفية الله اروالى حين الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملاء الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيل الامر اتيد نكرة
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهى عنه وبين
ترقيه والحداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد فمنها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب
الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول
له يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات تمثل احاديث النفس
يجرعليها ان الة فيرجاه اتى منه وسمع ويتولد
خيال حق يتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حين الحجاب بين الحضرة
التي لا حجاب عندها وبين الحجاب المتاكد من كل وجه
ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة يوجد عندها ولكن لم نتعرض
في هذه المشهد الاحاطة بتلك الموازين والمظان و
واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال

مشهد آخر

العارف اذا كان
في حين ايلى الطبيعة ثم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الالهام بما جس
من النفس وحالة الحقية بامر طبيعي ويكون حاجته

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف تجلی کرے ساتھ نزول
کتاب کے تو اس مشہد کی صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہنایا تب سے
یہ ہوتا ہے کہ اوسکی نسبت کلام ہوجاتی ہے پھر جیسے دیکھی اسکی بعد اتحرک کی
کیفیت جیسے طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اوسکی
چشم طبیعت اور بند ہوجاتی ہے چشم ملاء اعلی تو ہوجاتا ہے اوسکے
روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کرتا ہے
اسکے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب لذت و اسباب سے
وہ شے جو اس سے سلب ہوگئی تھی یا اسکو اس سے منع کر دیا تھا
اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے
مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں بعضے ان میں سے وہ ہیں
جو اعلی کے قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے قریب ہیں
پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے وہ جن کو میں بیان کرتا ہوں
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب
اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے
کہ مجرد ہوجاتا ہے اونکی طرف فرشتہ تو پاتا ہے مرایا الهام سمع میں
اور پیدا ہوتا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا
ہوتی ہے فراست صادقہ وعلی ہذا القیاس اور بھی یہ سب چیز حجاب میں
ہیں درمیان اس کا کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من
کل وجہ کی اور میں نے ہر شے کی ان میں سے میزان اور مقدار کو پایا
اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں متعرض ہوا
اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقدار وں کی اور کفایت
کرتا ہوں انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے
اونکی احاطہ کی ثانی الحال میں مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس چیز میں جو قریب طبیعت کے ہیں پھر دیکھتا ہے فعل حق کو جیسا چاہیے
مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الهام ساتھ خطرہ

لا يعلم ما حكم الله فيها فيتردد ويكون في ذلك برهة
من الزمان ثم انه يجذب الى حيز الحق فيصير عبد الله
فيتجلى له كل شيء فيبحر نظره فتقوى الى تلك الامور
المشتبهة والشكوك فينكشف ما اراد الحق و
قضى فكانه يرى رأي عين فان كان متكلما تكلم
كلاما سويا وان كان متفهما تفهم فهما متقنا وتلقن وذلك
عين ما سبق في الانفال سئل النبي صلى الله عليه وسلم
عن الانفال فتبين ما حكم الحق فيها وكيف تقسم
وساق الحق الى ذات الشوكة يعني العير فلما اقتحم
الركب وذات الشوكة اختلف الاراء فالهام الحق
يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبائع يجذب
الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر
واهتزت القلوب الى الحرب لا يدري مبدأ ذلك
ارادة الحق بهم انصرام امور طبيعية فلما انجذب
النبي صلى الله عليه وسلم الى حيز الحق تكلم بحقيقة
الامر في ذلك فان قلت اخبرني عن هذا الحيز الذي
تقول انه حيز الحق ما هو قلت هم الملأ الاعلى
عظماء المؤمنين وسطح بصائرهم يجمع في تجلي
من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذي
قال النبي صلى الله عليه وسلم ان آدم وموسى احتجا
عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن
وجده فهو على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه
اي يداخل نفسه لون من تلك الحضرة هي داعية
الحق في قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقيقة

مشهد آخر بينا انا متوجه النبي صلى الله عليه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت آپ پیدا ہوتی ہے اور ہوتا ہے کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد رہتا ہے اور اسی میں
ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز حق کے پھر ہو جاتا ہے
عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اوسپر ہر شے پھر اوسکی نظر پھیلتی ہے اور اٹھتی ہے
امور مشتبہ کی طرف اور ان شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہو جاتا ہے ارادہ
حق کا اور اسکا حکم تو گویا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے
متکلم کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا سمجھنے والا تو
سمجھایا جاتا ہے اور تعلیم کیا جاتا ہے اور یہ بعینہ وہ ہے جو گذر چکا سورہ انفال کہ سوال
کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو بیان کیا گیا کیا حکم حق کا ہے
اس میں اور کیونکر تقسیم کیا جاوے غنیمت اور روان کیا اس حکم کو حق نے
طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر مٹ جاوے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت
تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف
اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کئے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور
نازل ہوئی امن اور مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا
کہ اسکا مبدا ارادہ حق کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعیہ تھے پھر جب کہ
منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو آپ نے حقیقت امر کی
ان میں کلام کی گئی اس میں پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ
بتاؤ کیا ہے تو سنو وہ ہیں ملاء اعلی اور عظماء مومنین کے
اور ان کے سطح نظر جمع ہوتی ہیں اسکی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں
اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت آدم اور حضرت موسی کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے
قدم صدق عند ربہم اور جسنے اسکو پایا وہ ہے علی بینة من ربہ ویتلوہ
شاہد منہ یعنی اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اوس درگاہ کا
وہ داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں پس غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے

مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور عظيم امتلأ منه خيالي وذهب نظري
من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل
عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفته
حقيقته لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم عند رد
الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب
الدلائل المنثور في قصة جبرئيل من رؤيته نور
العرش والعقاده رسالته على لسان هذا النور

مشاهدة اخرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا كانني هنا
عليه ما راعني التسبب وتركه ايهما احسن لي
فنفح الي نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والا
ولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي
تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحي تركن الى التفويض وتستلذ به ويطلبه
وشاهدت ان بينهما مدافعة والمرضي هو الميلان
الى مراد الروح نعم لطف خفي سيظهر منه من غير
اختيار ثم نفح نفحة اخرى فبين ان مراد الحق
فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك
فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا
حتى يقول الف صديق انه زنديق واياك
ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقضة لمراد
الحق ثم كشف امر خفي ما ظهر لي منه كيفية و
تطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول
احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

المشاهدة الحادية والثلاثون ۳۱

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال بہر ہو گیا اور مین آنکہ
چمک سے متحیر ہو گیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست
کے اور تفطن کے کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مین دخل عظیم ہے اور اونکی حقیقت کی معرفت
پوری نہین ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پہر مین غار الحال
طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب دلائل منثور میں
روایت ہے جبرئیل کے قصہ مین رویت نور عرش سے اور اونکی
نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے

مشاہدہ اخری بالاجمال

مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا مین آگاہ کر چکا ہون کہ کیا
کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہی یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی
خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہو گیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پہر مجکو
کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل اسباب کی طرف
اور اسے ڈہونڈہتی ہی اور اوسکو چاہتی ہی اور میری روح مائل ہے
طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہی اور اوسکو ڈہونڈتی ہے
تو مشاہدہ کیا مینے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو بیچ ہی اور سکے
لطف خفی بے اختیار ظاہر ہو جاتا ہی پہر ایک اور خوشبو آئی اور
ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ مین جمع کری وہ جو امت مرحومہ
چھٹ گئی ہے تو خبردار اس بات سے جو کہا گیا ہی کہ صدیق نہین ہوتا
صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نکہین اور
خبردار کبہی قوم کا مخالف فروع مین نہونا اسلئے کہ
یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پہر کہلا ایک نمونہ اوس سے
ظاہر ہوئی کیفیت و تطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے
اخذ کرنے سے ایک قول کے قول ثلثہ یعنے امام اعظم و صاحبین سے اور
کشف ہوئی تخصیص انکی عمومات کی اور انکے مقاصد کا وقوف

الی مقاصدهم والاقتصار علی ما یفهم من لفظ
السنة ولیس فیه تاویل بعید ولا ضرب بعض
الاحادیث ببعض ولا رفض الحدیث صحیح بقول
احد من الامة وهذه الطریقة ان اتمها الله وکملها
فهی الکبریت الاحمر والاکسیر الاعظم ثم نفح نفحة
اخری فظننت فیها وصاة منه بالاخذ طریقة الانبیاء
والتحمل لاعبائهم والتصدی لخلافتهم فی الشفقة
علی الناس تعلیما وارشادا ودعاء لهم وتوجها
طلب ما یکون فیه صلاحهم ظاهرا وباطنا وفقنا
الله سبحانه للاخذ بسنة نبیه علیه الصلوة والسلام

المشاهدة الثانية والثلاثون ۳۲

مشهد آخر توجهت الی قبور ائمة اهل
البیت رضوان الله علیهم اجمعین فوجدت
لهم طریقة خاصة هی اصل طرق الاولیاء وانا
ابین لک تلک الطریقة وابین لک ما اذا انضم معها
حتی صار طریقة الاولیاء فاقول طریقتهم الا
لتفات الی یاد داشت اعنی التیقظ الاجمالی الی
المبداء ولو من وراء الحجب ولکن مع الذهول
عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التیقظ
من جوهر النفس او من العلم الحصولی وبالجملة
تیقظ بسیط والتفات الی هذا التیقظ بنوع
ما فهذه طریقتهم ولما فنی جوهر النفس من الاولیاء
فی هذه النقطة صار لفنائهم هیئة اخری وراء
الالتفات ثم الهموا سبیلا یهتدون بها الی الفناء
فظهر الی الآیات بطولها وعرضها **مشاهد**

المشاهدة الثالثة والثلاثون

اخری استفدت من جناب النبی صلی الله علیه

اور اقتصار اوسپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور
اوسمین نہین تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر
اور نہ ترک کرنا حدیث صحیح کا ساتھ قول کسیکے امت مین سے
اور یہ طریقہ اگر پورا کر دے اور کامل اللہ تعالی تو کبریت احمر
اور اکسیر اعظم ہے پہر ایک خوشبو آئی اوسمین مینے دریافت کیا
وصیت کو اوسکی واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا اور تحمل کرنا
اون کی طرح تحمل کا اور متصدی ہونا اون کی خلافت کا اور
لوگون پر شفقت کرنا از روے تعلیم و ارشاد کے اور انکی دعا طلب
کرنے اور صلاح اون کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ
سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور آئمہ اہل بیت کے
رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص
کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تجہسے بیان کرتا ہون
وہ طریقہ اور تجہسے بیان کرتا ہون جو اوس طریقہ سے منضم ہوگیا ہے
یہانتک کہ وہ ہوگیا ہے طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ
یاد داشت ہی کے طرف التفات ہے یعنے ایک تیقظ اجمالی مبداء کی
طرف اگرچہ پردون کے پیچہے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول
اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی ہے غرض تیقظ
بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے
پس یہ طریقہ ہے اون کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس
اولیا سے اس نقطہ مین تو اون کی فنا کی اور رہے
صورت ہو گئی سوائے التفات کے پہر اون کو ایسے
رستے الہام ہوئی جن سے ہدایت پائین طرف فنا کے
پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول اور عرض کے تمام
مشاہد اخری مستفید ہوا مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فان کل من حصل منه فصلی فی نقض العلاقات
الطبیعیة من قلبه واثبات محبة الله بجمیع انواع فی
حلاوة العبد والسوی کما قال سیدنا ابراهیم
علیه السلام فانهم عدو لی الا رب العالمین والا
لباب علی الایمان بتحقیق الامعرفة فقط فانه
مغرور کما من کان سوله منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبیعیة والاستغراق فی مشاهدة
سریان الوحدة فی الکثرة بحیث یحب الکل شیء
لما فیه من سریان محبوبه او غیر ذلک من الموانع
واستفدت منه صلی الله علیه وسلم ثلثة امور
خلاف ما کان عندی وما کانت طبیعتی تمیل الیه
اشد المیل فصارت هذه الاستفادة من براهین
الحق تعالی علی احدها الوصاة بترک الالتفات الی
التسبب فانی کلما انحدرت الطبیعة غلب
علی العقل المعاشی فصرت احب التسبب
ویجول فکری فی تمهید الاسباب التی یحصل منها
الاولاد والاموال وکلما لحقت بالنبی صلی الله
علیه وسلم وبالملاء الاعلی جردت عن هذا وارید
اخذ منی العهود والمواثیق ان لا اتسبب حتی
صارت متناقضة هذا ان الامر بحیث انه ظلمة
او نور او نسیم الطیب والحر واکثر ما فی من
الامور لا مناقضة فیها بل هی علی سمت الصواب
بحمد الله تعالی والطبیعة متسلمة للالهام ولکن
ابقی علی شیء من مناقضة فی هذا الامر لسر عجیب
وثانیها الوصاة بان لا اتقید بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے حصول ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات طبعیہ اور
اثبات محبت حق تعالیٰ میں اور اوسکے غیر و سوا کی عداوت میں

جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب
العالمین اور منکے بل کرنے میں اس کی سرکشگی عشق میں
آرزو تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے میں کوئی
برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت
یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت کا کثرت میں اس حیثیت سے کہ ہر شے کو
دوست رکھے اسلئے کہ اوسکے محبوب کا اس میں سریان ہے
یا سوا اسکے اور کوئی موانع میں سے اور استفادہ
کئے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف
جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے
واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی
طرف تسبب کے کیونکہ جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف
تو مجھ پر عقل معاش غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا
تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلیٰ سے اس ذہنیت سے مجرد و آزاد ہو گیا
اور مجھ سے عہد و پیمان لے لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں تک
کہ متناقض ہوا ان دونوں امروں میں بحصول منزلہ ظلمت اور نور
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجھ میں جو امر تھے ان میں
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک شے مجھ
مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے
وہ وصیت تقید ان مذاہب اربعہ کے

لا الخروج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد
وتأنف منه رأساً ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف
نفسي وههنا نكتة طويت ذكرها وقد فطنت بحمد الله
بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وتلك الوصاة تفضيل
الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي تقتضي [illegible]
وانفسها تفضيل علياً كرم الله وجهه واحبابه اشد
محبة ولكن شيء طلب مني التعبد به خلاف المشتهى
وهيهات هذه المناقضات لولا ان شدة الجامعية
هي التي اوقعتني في ذلك **مشهد آخر** رأيت
وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نوراً عظيماً يغشى
الاقاليم ويبهر اهلها ففطنت ان القطبية اعني الارشادية
انما يعبر بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب
ولا يغلب وان من ثم الآيات عليه [illegible]
مشهد آخر هذا البيت العتيق والبناء
الشامخ رأيت فيه همم الملأ الاعلى والملأ السافل
ملصقة به متعلقة تعلقاً يشبه تعلق النفس
بالبدن ورأيته محفوفاً بهممهم وارواحهم
كالورد يكون مشتولاً بماء الورد والقطن يفتل
الهولة ورأيت انجذابات دواعي الناس الى هذا
البيت لانتهاء هممهم بحضرة فيها الملأ الاعلى والنظام
مشهد آخر اطلعني الله سبحانه على ما هو
فاعل بي ومعط لي من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني
العصمة من المؤاخذة دنيا وآخرة فكل ما يجري
علي من الشدائد انما هو من مقتضيات الطبيعة
لا من باب المؤاخذة تكرماً علي بهذا واخبرني

المشاهدة الرابعة والخمسون

المشاهدة الخامسة والخمسون

المشاهدة السادسة والخمسون

کریں دونوں میں [illegible] اور موافقت کروں تابمقدور اور میری جبلت
انکار کرتی تھی تقلید کا اور اُس سے انکار کرتی تھی لیکن ایک شئے طلب کی گئی
مجھ سے اسلئے جاوے اسکے بخلاف میری نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے
کہ مینے اسکا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجھکو فہم نصیب ہو گیا اس جبلت اور وصیت
میں اور وصیت امر وصیت یہ ہے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کے کیونکہ
میری طبیعت اور فکرت جب چھوڑی جاتی تھی تو تفضیل کرنے کو تھی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور انکے احباب سے بہت محبت کرتے تھی لیکن ایک یہی
ایک شئے مجھ سے تعبد کرائی تھی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے
مجھے اگر نہوتے شدت جامعیت کے جسنے مجھکو اسمیں ڈالا مشہد
آخر مینے دیکھا جسوقت میں طواف کرتا تھا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ
اُسنے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو مینے
دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت تعبیر ہوتی ہے اسی نور سے کہ
سبکو غالب ہے کسیکا مغلوب نہیں وہ سبکو روشن کرتا ہے اور کسی سے روشن
نہیں کیا جاتا اور ہر شے اسمیں آتی ہے اور وہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر
مشہد آخر اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند کو
مینے دیکھا کہ اسمیں ہمتیں ملأ اعلےٰ کے اور ملأ سافل کے ملصق ہیں اس سے
اور اس سے ایسے متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور مینے دیکھا اسکو بھرا ہوا
انکی ہمتوں اور روحوں سے جیسے پھول میں گلاب کے ہوتی گلاب
اور روئی میں ہوا اور مینے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کے دواعی کا اس بیت شریف
کیطرف بسبب وابستہ ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اُس جگہ کے کہ جہاں ملأ اعلےٰ اور
ملأ سافل مشہد آخر اطلاع دی مجھکو اللہ سبحانہ نے اوپر
اوس شئے کے جو وہ مجھ سے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجھکو
نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھکو عصمت دنیا و آخرت کی
مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجھپر گذریں وہ مقتضیات طبیعت سے ہیں
نہیں مواخذہ کی وجہ سے مجھپر احسان کیا اور خبر دی مجھکو

www.ahnafmedia.com

وانفثه في ما ليس به لاوليائه وما اعطاني من طيب العيش
وجعل لي من كل سعادة نصيبا سعيدا ثم كساني
خلعة الخلافة الباطنة فظهر هذا السر منه ودهش
عقلي ثم انفسه على بعد مفهمت الامر على ما هو عليه

تحقيق شريف في كشف على العارف

ماسيأتي من نعم الله سبحانه واهل الله على طبقتين
في كشف هذه الامور فاصحاب الكشف الالهي يرون
تلك الواقعة في مرآة الحق لعلهم يرون محدا من الحق
بهذا العبد ويعرفون انعقادها ارادة في الملاء
الاعلى بايجاد كذا او كذا وتقريب كذا وكذا وليس
نظرهم يحيص الى نفس تلك الواقعة ولذلك
لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة
كما يخبر عنها صاحب الكشف الكوني وربما انكشف
لهم خزائن تلك الافاضات من الملاء الاعلى ومنابعها
كما قال عز من قائل وان من شيء الا عندنا خزائنه
وما ننزله الا بقدر معلوم فيبهر الحواس الظاهرة
والباطنة التي هي اجزاء بهيمية منه في بعض الاحيان
ما يتشعشع عليه من انوار الخزائن والمنابع ولا تدرك
ما هو المقدار الذي ينزل وهذه حضرة عجيبة
ينبغي ان يحتاط فيها لا يختلط تلك الحضرة برؤية
وتفكر وحديث نفس ويرى الصغير كبيرا والحقير
عظيما لمعنى في المرآة فيخبر بكبرها المقدار النازل
وعظمه فيكذب وهذا المظان في قوله تبارك
وتعالى وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي
الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته واصحاب

کروہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ہی ہے اولیا کو اور عطا کی مجکو خوش
زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت
باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایک خوب ہے اور متحیر
ہو گیا میں پھر ظاہر ہوا مجھپر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو تقاضا

تحقیق شریف

کبھی عارف پر کشف ہوتی ہیں وہ امور
جو آنے والے ہیں خدا تعالی کی نعمتوں میں سے اور اہل اللہ کے
دو گروہ ہیں ان امور کے کشف میں تو اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں
اوس واقعہ کو مرآت حق میں اپنے دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ
پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملا اعلی میں
ساتھ ایجاد کذا و کذا اور تقریب کذا و کذا کی اور ان کی نظر نہیں
پھرتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دیسکتے
تفصیلوں کے اس واقعہ کے جس طرح خبر دیتے ہیں صاحب
کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتی ہیں خزانے افاضات
ملا اعلی کے اور اونکے چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے -
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متحیر
ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو
اجزائے بہیمیہ ہیں بعضی اوقات جب چمکتے ہیں انوار خزاین اور
چشموں کے اور نہیں دریافت ہوتا کسقدر ہے جو نزول کا
اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط
نہ ہو جائے یہ درگاہ روئیت و تفکر اور حدیث نفس کے دیکھے
صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی
بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو پھر جھوٹا ٹھیرے
اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک و تعالی کے
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ اور اصحاب

ينكشف القوى يطلعون على وقائع بمثل رؤيا وحالات من غير معرفة الخزائن والمباحث فانكانوا ممن لا يحتاجون الى تعبيرها فقد تيسر بد خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى مثالي جسدا ارضيا جسما او جسمانيا كان الامر على ما رأوا من غير تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد **ايضا**

تحقيق شريف

للامة المرحومة اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب الخلافة الظاهرة يعنى المتمكنين باقامة الحدود واحكام ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود و جباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها وفصل الاقضية والنظر فى اليتامى واوقاف المسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة الظاهرة لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنية يعنى المعلمين بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم نصرة الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كخطباء الاسلام او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق اكتساب الاحسان والمرغبون فى النسك والزهد والقائمون بهذه الامور هم الذين نسميهم

حقیقت کو نے مطلع ہوتے ہیں اوس واقعہ پر مانند خواب یا حالت کے بے جانے خزائن اور مباحث کے تو اگر ہوتے ہیں ایسے جو تعبیر کے حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے تصویر کے ساتھ تصویر طبیعت کلیہ کے واسطے معنے مثالی کے جسد ارضی پر جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا اونہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوس وقت بہت دشوار ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خار دار کے

تحقیق شریف

امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو جیسے جاری کرنے اور اسباب جہاد طیار کرنا اور سرحد ولایت نگاہ رکھنے اور ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اوسکو اوسکے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کی اوقاف اور رستوں کی حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور میں مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اوسکے واسطے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اوسکی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں اور جنکے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو ساتھ مجادلہ کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طرف حاصل کرنے کی اور ترغیب کرتے ہیں عبادت اور زہد کے ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں

عهدنا بالخلفاء والباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل الذي ترى في كتب الحديث فهذه المقالة بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء يأخذون بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصلنا هذا الاصل قلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل ولكنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الافاق والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرايع كما بعث اباموسى رضي الله عنه الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامر الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس ومصعب بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنة فرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم وتنازع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة وبين الداعي والرسول ان الخليفة ينبغي ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو فرمادیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ہادے واسطے ہے کہ ہم تفریع کرین اسپر بیعت واجبوں اور نا ہو سکا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف مین اور قبایل مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور اوسکے رسول پر اور اون کو احکام شرعیہ بتائین چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسے رضی اللہ کو قبیلہ اشعری مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ اور اون کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر مین سے پس اونکا یہہ کام تہا کہ لوگون کو اسلام کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضے الے المنازعت نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ تو چاہئے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھدیا جائے ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اوسکے سوا جو اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

والرسل توشحن من بعث النبي صلى الله عليه وسلم
إيماء إلى قوى سهم قبل الهجرة فتدبر

مشهد آخر وجدت روحي تضاعفت وعظمت
وتوسعت وانشرحت فتأملت في هذا الوجدان
ففطنت بأن هذا شيء يجده العارف وسره حلول أسرار
الحضرات الإلهية المنعقدة في الملأ الأعلى بروحه
ونزول بركات الأسماء الإلهية المنعقدة في الملائكة
الجبلية أولاً والمنقسمة قربانات متلوة منزلة على قلب
رسول الله وأسماء مشهورة صار التعبير بها
عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة
وطبيعة وديدنا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات
والبركات بروحه يورث فراسة وقوة فلن تجد
أحدا يحدق في مثل هذا الرجل إلا امتلأ منه
رعبا وتعظيما وظهر من سيماء وجهه كرم
ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته فهذا
سر هذا الوجدان وأصله

مشهد آخر
رأيت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية كنسبة
قوة الإرادة والعزم المقترنين بالقريحة من طبيعة
فرد من أفراد الإنسان فكما أن خيال الإنسان
يتمثل فيه لذة تجلب نفعا أو دفع ضر فيصطفي
الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها في تلك
القوة فتنبعث العزم فيحصل العزم فيحصل تحريك
العضلات إلى الفعل المطلوب كذلك النفس
الكلية المجردة يتمثل عندها همة ظهور
واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

المشهد الثالثة والسبعون ٣٧

المشهد الثامنة والثلاثون ٣٨

اور پھیلو کے اختلاف ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کے دعوی اور لگی پہنچنے سے طرف قوموں کی ہجرت سے پہلے مشعر کر
مشہد آخر میں نے اپنی روح کو پایا کہ دو چند ہوگئی اور عظیم
اور فراخ اور وسیع ہوگئی تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں
تو دریافت ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور سر اس کے
اسرار حضرات الٰہیہ کے جو منعقد ملأ اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح
میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں
ملائکہ جبلیہ میں اولاً اور منقسم ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ کی
قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اسمائے مشہورہ جن کو تعبیر کرتے ہیں
حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے از روئے جبلت
اور طبیعت اور دیدن فی الناس کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا
اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی
اور قوت پس نہ دیکھیگا کسی کو ایسے شخص کو مگر کہ دیکھا اور اس کے
رعب میں آ جاوے اور اس کی عظمت سے اور تعظیم سے پیش آئے اور ظاہر
ہوتا ہے سیماء چہرہ سے اس کی ذات کا کرم اور اس کی فراست و ہمت میں
برکتیں پس یہ سر ہے اس وجدان کا اور اس کی اصل مشہد آخر
میں نے دیکھی ایسی درگاہ کہ اس کی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے
نسبت قوت ارادہ عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے
کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جس طرح انسان کے خیال میں لذت نفع
حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ
اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں ڈال دیتا
ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اسی طرح
نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے
بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

www.ahnafmedia.com

او مظلومة فتهيأ لهم همم متشابهة بطلب الحال المستحق
فتنبعث الاقتضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وقد فطنني ان هذا ثابت بالوجه
الذي ذكرنا من كمال الانسان وانه معدن الصدور
النفس جارحة بجارحة الحق في البرزخ

تحقيق شريف قد ينكشف على العارف

ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يزيد على الله
هذا العارف بهمته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء بايجادها على نحو آخر فيحل جانب
الصعوبة ذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة ميرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندي انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية اقتضت هذا الامر
اقتضاء متأكدا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد
وليس فيه احتمال نقيضه واما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المتأكد
بصورته وهيئته ورأى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم يره من حافظ انه
القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مظلومیت کا امداد شایاں ہے ساتھ ہمتیں پیدا ہوتی ہیں سبب کے
اوس وقت اقتضا برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے
اور عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جس وقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت میں اللہ اوسکو پیدا کر دیتا ہے
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو مجھے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہ سے جو ہم نے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور معدن ہے اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جارحہ حق کی جو برزخ
برزخ میں **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے میں اس طرح
اور اس طرح اور اسمیں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف ہمت کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا میں بہت الحاح کرتا ہے یہاں تک کہ
قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے
اوسکو سہولت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب میں سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس میں جو اشکال ہے
وہ مخفی نہیں ہے اور حق میرے نزدیک یوں ہے کہ یہ امر دو وجہوں
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے
از روئے اقتضائے متاکد کے اور بیشک ہر اقتضا میں ایک شے واحد
اور اسکی نقیض کا احتمال اوس میں نہیں ہے اور بیشک اوس میں صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائے
متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضا کے اور اوسکو نہیں دیکھا پس گمان کرتا ہے
قدر مبرم ہے پھر اوسکی ہمت سبب ہو جاتی ہے اسباب

المعنى تنزل القضاء فعند مزاحمتها تلك
الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا ما كان
عليه ويبسط امرا ما كان عليه فيظهر للحد
والثاني ان الله سبحانه خلق صورة تلك الواقعة
في عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل
ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها
الى الدنيا متصورة بالواقعة الناسوتية
وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد
وانزال البلاء فيعالجه الدعاء فهذه الصورة
المخلوقة في عالم المثال يمكن محوها من
قبل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب
والمحو هو الذي يسمى ردا للقضاء في قوله صلى الله عليه وسلم
لا يرد القضاء الا الدعاء فينكشف على العارف
وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء
المبرم ثم يصادمه الهمة فيمحوه عن صفحته
والله اعلم

تحقيق شريف ايضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعدا
ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الالهام
حقا فيشكل هذا على كثير من الناس وتكلم المشايخ
في دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف سبحانه
بالعبد ان يعده بوعد ويرغب فيه وينتظره
ثم لا يوفي بالوعد فيترقى من حب النعمة الى
حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الذات
والصفات. مريد من ان نوله الوفاء بالوعد في
نقيضه ينزه الله سبحانه عنها بالاطلاق

متصور ہین سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہونے
اُن اسباب کے اوس بات کے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے
اور دوسرے امر کو بسط کر دیتی ہے تو امر اوسکا ظاہر ہو جاتا ہے اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس
واقعہ کی عالم مثال مین اجزاء جسمانیہ سے پھر اوسی دنیا کی طرف
نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے
اور یہ معنی ہین نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے
اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوس کا دعا پھر یہ
صورت مخلوق نفس عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شئے ہے
جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ لا یرد
القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس
واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم سے پھر مصادم ہوتی ہے
اوسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اوسکی طبیعت کے تین سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جانب
کسی اہل اللہ سے پھر نہین ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر
باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگون پر
اس اشکال کے دفع کرنے مین مشائخ نے کلام کیا ہے بعضے کہا ہے
مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک
اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوسکا انتظار کرتا ہے
پھر وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت
سے ترقی کرکے منعم کے محبت کرتا ہے
اور افعال کی حب سے حب ذات صفات
کرتا ہے شیخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا کرنا
متضمن نہین ہے. جیسے ہے اللہ تعالےٰ کے تنزیہ مطلق

www.ahnafmedia.com

حتى ربما يكون ضعفًا وغرورًا وردّة لا يسلم من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما
يكون لطفًا بالعبد وسببًا لترقيه وتقريبًا له فيكون
من صفات الكمال وهذا النظير منها تقديم كلمة
او تأخيرها من محلها لضرورة رعاية الفاصلة و
كذلك التكلم بالمجاز لضرورة مقتضى كلمة مثلها من
الحقيقة في العربية ومثل ذلك فان اخذناه
بمعنى الاضطرار وعدم القدرة كان نقيصة و
ان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعلاقة ما نزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفًا بهم ليكون هذا الكتاب بلغتهم
التي يعرفون فيها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وشرحه كما
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلتهم علومهم التي
خزنتها صدورهم فوقعت منها تاويل وجدانهم
ونزل الطمأنينة قلوبهم بالوجدان الطمأنينة بهذا
التاويل المخترع من حيث لا يشعرون ولكن ايضا
ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر لكن
التعليم حق وفيه تاويل مخفي فكذلك سر الحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلي الحقائق
للعبد لا يحيط علمها استدلال بينه وبين حالة
التجلي الصراح حجاب وضيق بينه وبينها الا قدر

بلکہ کبھی اوقات غرور کا کرنا تجلی بغرور اور تدلیس ہوتا ہے کہ
نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے جیسا
لطف اوپر اوسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو صفت
ہے صفت کمال کے اور اسکے واسطے نظیریں ہیں اور نظیر اونمیں
سے ہے تقدیم کلمہ کا یا تاخیر اوسکے اسکے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت
تبعید کرکے مثل اسکے حقیقت میں عربیت میں یا مانند اسکے تو اگر ہم
اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ جانیں
کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور اونکے لغت میں
تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عربیت
کے یہ اونکے لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں بلکہ
اون پر لطف کرکے کہ کتاب اونکے لغت میں ہے جسے جانتے
ہیں تو وہ اسمیں تدبر کریں جسقدر تدبر چاہیے تو صفات کمال
سے ہے بس یہ قول اونکا اور یہ ہے توجیہ اور تقریر اوسکی
لیکن ہم کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا اونکو پھر جو
ہیں وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے اونکے وہ علوم
جو خزانہ سینہ میں اونکے کھل گئے اور نیت تاویل اونکے وجدان کے
اور اونکے قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان سے اس
تاویل تراشی ہوئی سے اوس جگہ سے کہ اونکو خبر نہیں اور ایسا
اکثر اتفاق ہوتا ہے اور یہ بعینہ ہماری اس مسئلہ کی نظیر ہے بس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم
حق ہے اور اوسمیں تاویل تراشیدہ ہے غیر مقدر اور حق صریح یہ ہے
کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقایق کی واسطے بندہ کے عیاں ہی ہے
تجسس چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے
اور تنگی ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

www.ahnafmedia.com

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب القهقري خطابا
والهاما وخاطرا وحاظا على اختلاف استعداد
القوى الداعية والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى ما لو خلي الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله واكثر منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقترنين
بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويجيء
في المثال صورة اخرى فهذا العبد لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما اتخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار ما وراء العناصر والمولدات حتى ينفذ
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها استقاما بل يصل
الى خلاصة ستة وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحس ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى جميع هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ حكمة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسري الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

حلقہ درمیان ابہام و مسبحہ کے تو ہو جاتا ہے ٹھیک خطاب یا الہام اور
خاطر یا آگہی حسب اختلاف استعداد و قوت داعیہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان دونوں میں سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملأ اعلیٰ سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت میں یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جاسکے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہاں ایک دوسرا اقتضا ہے دوسرا
اسکے مانند اور اس سے مؤکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت میں جب
دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں قوت میں جو قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت ارادہ و عزم مقترنین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال میں
دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہیں پہنچتا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب میں ہے طبیعت کلیہ کے اور میں خیال
کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے اور تحقیق مرکز واسطے اسکے
ہو گیا ہے پیچھے عناصر و موالید کا تاکہ نافذ ہو اسکی طرف بلا واسطہ
اور اخذ کرے اس سے طرف اسکے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سیداو
صفاہمت کو اوپر اس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جاتے
رنگ آئینہ اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہوا وسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اس سید کی جامع ان احکام مانع ہے اور اسکے احکام
متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوسمیں
اس حیثیت سے کہ نہیں دریافت کرتا پھر منکشف
ہو جاتا ہے یہہ انکشاف خطاب ساتھ ان سببوں کے

www.ahnafmedia.com

بما ذكرناه وما هو مأخوذ منه وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويتحلى بهذا الانكشاف الاجمالي المامًا
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرح
شرحا من حيث لا يدري وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منحي من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التمييز فيبقى الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد او
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفى به ولو في
نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة
منحية اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولو يعبر حق التعبير واما بخلط تلوث الصدق
ولم يبق على صرافته وبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لبصيرتهم في احكام النشآت لا يعز عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة ترجمة على صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کیے اور جنکا ذکر نہین کیا اور نہین ہوتی یہ خبر دینی
سامنے او روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
کہ ان دو باتون سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور متحلی
ہوجائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل میں پس مبادرت کرین اوسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کرین اوس حیثیت سے کہ دریافت نہو
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہین انکشاف اجمالی کے سوتے مین اور
وہ ہوجاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر ترشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہین
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ اوسکی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہین خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم مین ہوا اور کسی قالب مین
ہوا اور صورت ترشیدہ یا ساتھ اوس شے کے کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیے تھی اور یا مخلوط
ہوگئی اوس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دونو وجہین عارض
رکھتی ہین متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہین مگر یون کہا جائے کہ محتاج تعبیر ولیکن ان اپنی
بصیرت کے سبب احکام عالم مین امر چھپا نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

جاننا چاہیے کہ تحقیق ارادہ ہی ترجمان ہے علوم صدور خلایق کا

ولكن للارادة تعلقة تصدر منه وهي اقتضاء الذات
لها ويستلزامها اياها لا يشك عن ذلك احد لان
الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات
الواجب تعالى هاهنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة
بهذا وبضده من جهة خصوصيته هذا
وتعينه واجب بذات الارادة لا يرتفع لذلك
وجوب الى الذات الواجبة او يرتفع وجوبها
من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرتفع
وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على
اكثر الناس والحق ان الفائض لوجوب ذاته ووجود
من جزء ذاته فائض لكل كمال يحدث له بعد وجوده
ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي
تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا حذو
انبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء
والاستعدادات التاثرية المسماة بالاعيان من
جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط
تينك القبيلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص
تلقيه من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس
ان الحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق
منه واحدا وواحدا بتلبية النظر فحدث اثنان
وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر
فحدث ثلاثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق
الى مشتق قدر ما يسعه علمه حدث مراتب الآحاد
والعشرات والمئات والالوف ثم جمع بعضها ببعض
بقدر ما يسعه فرض العقل حدثت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کے ایک محل تعلق ہے جہاں سے وہ صادر ہوتا ہے اور
وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے
مستلزم ہونیکو اوس ارادہ کو اس امر میں کسی کو شک نہیں
اس واسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ
واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ
یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت
اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع
ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اوسکا
اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہے وجوب
نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہے یہ سر
اکثر لوگوں پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فائض ہے واسطے وجوب
ذات اوسکے اور واسطے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فائض ہے
واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور
وجوب کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ
کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب
کے اوس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی
استعدادوں تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہے اور استعدادوں
تاثریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اوسکی
مستلزم ہونیکی اور فراخی ان دونوں استعدادوں تاثیریہ
کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو
جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کریں کیا یہ بات نہیں ہے کہ
محاسب کا جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد
دوسری نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پھر نکالا اس سے ایک اور ایک اور ایک تیسری نظر سے
تو حادث ہوئی تین غرض اور جب متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے
مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہوئے مراتب

۴ احاد اور عشرات اور مآت اور الوف کے پھر اونکو جمع کیا بعض ساتھ بعض کے اور بقدر فرض عقل کے تو ہوئے امور غیر متناہی +

فی انفسها مخصوصة بالاضافة الى الواحد فانها
یشتق منه دون غیره ومتمیز بعض المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ حدة ظهور
هذه الصور العددیة المتکثرة تعلق الارادة
بظهور کمال الحاسب ومنشأ تعین تلك المراتب
بالترتیب والانحصار والانضباط بحیث لا یزید و
لا ینقص هی الطبیعة العددیة المحفوظ قبل الارادة
کأن الارادة حکایة لطبیعتها ومنصة لظهور
احکامها فنسبة الجعل والایجاد الى الماهیات
کنسبة تأثیر الحاسب فی الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد ما لم یکن ونسبة الماهیات
ولوازمها الى مفیضها قبل الجعل کنسبة مراتب
الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها علی بعض
ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبیعة
العددیة فقط وهذا معنی قولهم الماهیات
غیر مجعولة والجعل والایجاد هو الظهور والفیض
المقدس وارتباط الماهیات بمفیضها کارتباط
المراتب العددیة بالواحد وتعینها بخواصها
کتعین تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعین
وجودا وهو الفیض الاقدس فکما ان للعدد
سلسلة مترتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الى ما لا یتناهی کامنة فی الواحد من جهة
الغرض والتقدیر لا من جهة التقرر بالفعل
فکذلك للطبیعة الکلیة بما فی حیزها من ارکان
وموالد سلسلة مترتبة بعضها بعد بعض

بذاتہا خود مخصوص نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوتی ہیں اُس سے نہ اُسکے سوا کے اور متمیز ہیں بعضے مراتب
بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُسوقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھہ ظہور کمال محاسب
اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھہ ترتیب انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے
اوسکی طبیعت کے اور منصب ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور اونکے صورتون کی
بعد اسکے کہ نہ تہے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف واحد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اُن مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہیں اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولۃ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھہ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھہ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اسکے کہ متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہی سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہے واحد سے طرف نا متناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض
نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھہ
اوس شے کے جو اوس کے حیز میں ہے ارکان
و موالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے :

معلومة الخواص والمراتب كما قال عز من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسخة
الى الانواع نفسا الحاصل لا يزيد ولا ينقص ولو
لا يمكن ذلك بل ثم تنفسخ تلك الانواع الى الافراد
بضربها في الاتصالات الفلكية والارضية وبلا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية ممتد هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه حقائق
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار فهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم
نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها حظيرة القدس وغيرها **مشهد**
آخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته يتقظ النفس الناطقة باعمال
واخلاق التي هي فيما بينه وبين الله وبينه

المشهد التاسع والثلثون

معلوم الخواص المراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اور حکایت
ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منفسخ ہو طرف
انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہے
ایسا بلکہ پھر منفسخ ہوتی ہیں وہ نوعین طرف افراد کے جب انکو
ضرب کریں اتصالات فلکیہ ارضیہ میں اور ملاحظہ کریں
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ
سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف
لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق میں اور ابسط
اشیا میں جہت فرض و امکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے
پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اسمین
ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ
جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان و عناصر پھر
حاصل ہوا امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک
کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے
اور پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہو گئے حضرات انہیں ہی سے ہے حظیرہ قدس وغیرہ
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ وہ
بیدار ہونا نفس ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو آمین
اور اللہ تعالے مین ہین یادہ

وبين سائر الناس وتعتدل فيها انتظام صالح فيها
يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح
فيها تفقيها مفاضا من حضرة الرحمة من غير تفكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز
قائلا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة
وهذه صورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثير من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الحق
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هنالك نفسه بلون الايجادين ويحيط بهما تحققا
وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته خصه
اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتشكلت
هذا السر الاجمالي بصورة تفاصيل باحكام تلك
الامة فيستمر عنه وقد وعى علما نزل الى حيز
الفكر والروية يتكلم بها وهي وهذه حقيقة

اعمال اخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی بیچ ہووے اونکا پایا
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہو اپنے بندہ سے
توجب اللہ تعالی اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے ان اعمال اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکے نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بیفکر وروئیت کے
اوس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالی کے اوس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوۃ اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
واخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون میں سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان مین کہ مستوجب ایجاد شافہی کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور ہو جائے گروہ مردم
مین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت کے لائق جو اونکو واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالی کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی فطرت کے سبب
جذب کرے حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون وحی کے ہو وینگی اور احاطہ کرلے ان دونو ہدایتون کا از روے
تحقیق اور تبیین کی پس جسوقت متوجہ ہو طرف اس کامل کی جسکی یہ صفت ہو
وہ رحمت اس سے مل جاوے اور اوسکو ڈھانک لے تو اوسمین منطبع ہو جاوے یہ سر مراد
اور قالب ہو جاوے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام اون لوگون کے
پس سرایت کرے اوس سے درحالیکہ وہ ظرف علم سے ہو وارد ہو حیز فکر
میں اور روئیت مین پھر کلام کرے جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا اور یہی حقیقت

www.ahnafmedia.com

نزول الشرايع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع من هذه الجهة
الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فيتبادر
اليه فطرته فياخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله ما يناسب خصوصية نفسه
ويدع عوام العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفته ما ناسب به خصوصية نفسه
ان يعرف اشياء من حالة الامة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة
لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال لو
كان بعدي نبي لكان عمر الخ وقد اتانى ربى
من هذا الباب نصيبا ففهمني مشارب الناس
في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الانسان لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف فقده ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهر الطبيعة والالجاء الى مباشرة امور علاجها
وهيآت نفسانية تعيد اليه فقده ويجرب كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما وحتى يعرف لذة المناجات في
السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت
في تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی نبیوں پر از قسم وحی کی اور نزول طریقہ کی اوپر اولیا کے
از قسم کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہے اوس سے ایسا
کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اوس
کامل کی طرف اس کی فطرت اس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت الصالح
خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے
مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے
اوسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب
امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے ان میں سے
جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جنکی عقل مستوجب تھی بعد معرفت کے
اوس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو کہ پہچانیں اکثر
چیزیں امت کے حال کے پس فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ پس پہچانے مجھے لوگونکے
مشرب اللہ کے قرب میں اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات بھی ہے
کہ انسان نہیں قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اس کی طرف وہ شے جو گم ہو گئی ہے تجربہ کرے ان کو اپنے
نفس سے اور احاطہ کرے اپنی نفس کا اس جہت سے از روئے علم کے اور یہاں تک
کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر
اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت میں
اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

www.ahnafmedia.com

فصارت مشافهة بالمناجاة كأنه رأى شيئاً بعينه
ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف
يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيآت
بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده ويعرف حقيقة
اليقين اي اجتماع الخاطر الى الله والاعتماد
عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح
في الدعاء لخير الدنيا والآخرة والتعوذ من
الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه و
اعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها
ليست بيده انما هي بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف
ما يهدي اليه هذه الخلة من الاستخارة في
كل ما يرد عليه والفزع الى الله بدعائه والتعوذ
اضطراراً من جهة معرفة ويعرف ان ما عند
الله في الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة و
الجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية ويحقق
يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا
الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه
ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب
الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور
من نفسه ولو بقدر خاصة نفسه فهو الذي
يعتد بقربته وهو الذي دخل في قلبه بشاشة
الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك
ان تأخذ هذه العلوم ظهرياً **مشهد آخر**
اطلعني الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هو ما
يموت الانسان بانفكاكه عن الانسان ربما به الحس

تو ہو گیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھ سے دیکھا اور
پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اُسکے قلب پر بعد
اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت
بدنی اور نفسانی پر پھر لاتی ہے اُس شے کو جو گم ہو گئی تھی
اور پہچانتا ہے حقیقت یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف
اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خصلت پر
تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ
مانگنے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے
اور اعمال و اخلاق اُسکے سوا کے اور مصائب زمانی کے اوسکے
ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ میں جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے
اور پہچانے کہ یہ خصلت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے
ہر شے سے جو اُسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور
پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے
اُسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت میں اُس چیز میں جس سے
رجوع ہو طرف قربیت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے
اور پہچانتا ہے کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوسپر غالب
آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کردیتا ہے اور اطمینان کو
پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب
رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے
پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص معتبر ہے
اور اُسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس اے شخص تجھ پر
لازم سمجھے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان
علوم کو پس پشت نہ کرو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے
اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے
کہ اُسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اسی سے حس

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقرب هالك
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر
في البدن ويحمل القوى الادراكية والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه
في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
متشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقیق

قال النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة
لامتي قلت كل نبي له دعوات مستجابة وكذلك
لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة بما
وقع في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي
دعوة يشار في هذا الحديث اخذ بعلم من السياق
انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة في شيء من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة بهم

و حرکت و حیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطائف ہیں
اقرب بدن میں اوسکا جسم ہوائی ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب میں ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں
اور محل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعیہ کو پھر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے ظہور سے عالم ناسوت میں اور اسی سے لیا گیا ہے
میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیہ سے
اسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہے عوارض مشخصہ سے جو قوائے افلاک
و عناصر سے مقتضی ہیں واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر مشخصات سے پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت نامیہ
ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ طبیعت کلیہ سے پھر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسا حلول آگ کا
کوئلے میں تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی الخ
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسیطرح ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع
ہوئیں استسقا اور بیشمار موقعوں میں تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف میں کیونکہ اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو میں بتاؤں انکو کہ وہ ایک دعا نہیں ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب
بلکہ جب بھیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی اپنی بندوں پر لطفا و رحمت کیواسطے

فلا يخلو حال العباد من احد امرين اما ان يطيعوا فيصير
في حقهما فاضة بركات عليهما و يحصل في تقلب
ذلك اللطف مقتا وبغضا وغضبا وفي كل من الحالين
يلهم الينا الهام نفث في الروع ان يدعو لهم او
عليهم فذلك حق واحد لكل نبي ناشئة من اللطف
الذي منه كانت بعثته وكان نبينا صلى الله عليه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالى لم يقصد ببعثته
اللطف بهم في الدنيا فقط بل اراد معه ان يكون
سعة الرحمة تامة يوم المعاد. وقد ذكرنا ان نبينا صلى الله عليه
وسلم شهيد في الآخرة والشهادة من خواصه فنفث
في روعه عليه الصلاة والسلام ان يختبئ تلك الدعوة
القاطعة التي تنشأ من اللطف الذي هو منشأ النبوة ليوم
المعاد فتدبر هذا السر حق التدبر

مشهد آخر وتحقيقات

فاض على قلبي علوم
الخلق والايجاد عموما والخلق في النشأة الخيالية خصوصا
وانه يمكن اجتماع النقيضين والضدين في نفس الامر
لكن بان يكون احد النقيضين في حضرة وليس فيها
الا الجزم بان هذا هكذا ويكون الآخر في حضرة وليس
فيها الا الجزم بان هذا ليس هكذا ونحن نبين لك من
هذه العلوم ما ينبغي بيانه الخلق جمع اجزاء مختلفة
وافاضة صورة مناسبة على هذه الاجزاء حتى تصير
شيئا واحدا والخلق يكون تارة لما هو من العناصر فتجمع
اجزاء العناصر ويفاض عليها صورة تناسب الصورة
العنصرية في الكيفيات والكميات وسائر الاعراض
فيصير المخلوق انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور

٤١ المشاهد الحادی والاربعون

تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اوس نبی کے مطیع ہونگے
تو یہ اونکے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائنگے ہو نہ پھر
تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہو گیا اُن پر اور دونوں صورتوں میں
الہام کیا جاتا ہے یعنی الہام نفث فی الروع یعنی الہام قلبی
اس امر کا کہ اونکے واسطے دعائے خیر کرے یا بد دعا کرے تو وہ دعا
واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اوسکے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے
واسطے آپ بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا
اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں ارادہ کیا اُن کے
بھیجنے میں فقط دنیا میں رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود
اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت
آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو
رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس سر کو جو غور
کرنیکا حق ہے

مشہد آخر و تحقیقات

افاضہ ہوا میرے
دل پر خلق و ایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ میں خصوصاً
اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں لیکن
اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ میں ہو اور اس میں نہ ہو مگر
یقین کہ یہ امر یوں ہی ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ میں اور
اوس میں نہ ہو مگر یہ کہ یہ امر یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں
تجھ سے یہ علوم جسقدر اونکا بیان آسان ہے خلق جمع اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزا پر
یہاں تک کہ وہ اجزا ہو جائیں ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے اونکو
وہ صورت جو مناسب عنصر کے ہے کیفیت و کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ
مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ

الخيالية فتجتمع خيالات كانت متشتتة في الخيال أو
يحدث لحلول الصور الواقعة في الخيال من خارج
فيفاض عليها صورة تناسب الصور الخيالية في
التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وكل خلق في
أي نشأة كان فإنه لا يدخل في تلك النشأة شيء من
خارج تلك النشأة لأن ذلك محال لا يقبله العقل
ضرورة نعم نشأة تنعدم لنشأة أخرى وموجودة في نشأة
بل تلوح في نشأة أخرى وهذه العلاقة ينتظمها جميعا
الطبيعة الكلية وسريانها في النشآت على السواء
فينبغي أن تحرر نظرك إلى النشأة الخيالية فهنالك
بقاء وعدم وإحياء وإماتة وتقريبات والله هنالك
كل يوم في شأن فربما تتعلق الإرادة الإلهية بتكوين
شخص خيالي فيبعث له تقريب وتجمع له أجزاء خيالية
ومن عجيب الأسرار خلق النسب بعد ما لم يكن فيكون
الرجل شريفا في نفس الأمر ويكون ليس بشريف في
نفس الأمر في زمان واحد وذلك أنه ربما لم يكن الرجل
شريفا في الأصل ولكنه ولد في زمان تقتضي الاتصالات
الفلكية يومئذ نباهة نسبه وأرى أن ذلك بنوع قران
زحل مع الشمس والمشتري بحيث يكون الزحل قرة
ونور الشمس والمشتري منعكسا فيه فحينئذ يكون
والله أعلم في هذا المولود براءة النسب والنباهة
من أجله ويكون ذلك الاتصال بحيث يحفظ في سنن
المناسبة حكم هذا الاتصال كما يحفظ في المولودات
أشكال الوالدين وتخاطيطهما وهذا الرجل ليس له
شرف موروث فيقضي أولا في الملأ الأعلى بشرفه

تو جمع ہوجاتی ہیں خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال میں یا ینکہ
تھے خیال میں حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے
خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اون پر وہ صورت جو مناسب ہے صور
خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ
ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج سے اوس
عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے کہ عقل
قبول نہیں کرتی ضرورۃً ہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم معدوم ہے واسطے دوسرے
عالم کے اور موجود ہے ایک عالم میں کہ مستعد ہو واسطے موجود دوسرے
عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ میں
اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم میں برابر پس چاہیئے کہ
تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بنانا ہے اور بگاڑنا ہے
اور زندہ کرنا ہے اور مار ڈالنا اور تقریبات ہیں واللہ کہ وہاں
کل یوم ہو فی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے
تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے
تقریب اور اوسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب
اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک مرد
اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر
اسلیئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن
وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اوسکی بزرگی
نسب کو اور میری رائے میں یہ ایک نوع اقتران ہے زحل کا شمس سے اور
مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل قرات ہو اور نور شمس و مشتری کا
اوس میں منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی
نسب نباہت اسکے سبب اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ
ہو اوسکی متوسط مناسبت میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی مولود میں شکل والدین کی اور
نشان انکے اور اس مرد میں شرف موروث نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ میں اوسکے

شريفا ولا يزال فيهم شيء من الطبيعة كما يربي الانسان
فلو غيض لهجة يترشح من المتأملات الى الملأ السافل
ومن ههنا الاحتوا من بني آدم فيما الكمل والشابه لنزول
الشيء وما اتصال يستدعي ظهور وتشبه بناهة امر
فهناك يتنزل هذا الشيء الارض فيصير حفظ الناس
او من بين بطون الاوراق وحيث لعله كونه شريفا
وان كان خاملا في نفس الامر ولكن يقع هنا الشبهة
فتتقاصر الخيالات من بني آدم فيجتمع على تسميته شريفا
وتعظيم من جهة الشيء فيه واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح فرأى في بعض مناماته انه شريف
مطمئن نفسه بما الله وكل من حفظ الامر الاول وحقق
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاط به انكار
الملأ السافل وكان كالذي يسب الشريف بانه ليس
بشريف وهذا كله في الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبية ولكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند اليها اما الى امام في الدين او ملك في الدنيا
فيتحول هذا الاسناد بحكم الوقت ويصير الامر كانه
غير مؤسس وقس عليه ازالة الشرف فيبعث الله
تقريبات عجيبة ينسون لها شرف هذا الانسان ويخلع
من نفسه لون النباهة النسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكتب ذلك في الملأ السافل وكل
من قال انه شريف انكر عليه كالذي ينسب غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا انه اجتمع النقيضان
من قبل انه شريف من وجه ليس بشريف من وجه
اذ ليس هذا من التناقض في شيء بل هنالك حصر

پھر انمیں کچھ شے یہ معنے سمجھے جاتے ہیں جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتی ہیں ایا
طرف ملأ سافل کے اور انہیں میں سے ایک اسرار ہے تو بنی آدم کے سوا
کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ تھوڑا
جو مستدعی ہو اوسکے ظہور نسبت اور نباہت امر کا تو تنزل کرتا ہے یہ امر
زمین میں تو حفظ ہی حفاظت سے لوگونکے یا بطون اوراق سے آکر
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ خامل فی نفس الامر ہو
لیکن واقع ہوتی ہے وہاں مشابہت کہ خیالات بنی آدم کے منعقد ہوتے
ہیں اور اوس پر جمع ہو جاتے ہیں کہ اوسکو شریف کہیں اور جہت شرافت
اوسکی تعظیم کریں اور جس وقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہو جاتا
ہے اس سے اور جسکے حفاظت کی امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہیں ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملأ سافل کا اور ہوتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج
میں ایک قالب ہیں اور تمثال ہیں واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ لون نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج میں نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے
اوسکی طرف یا یہہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متغیر
ہوتی ہے یہ نسبت بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سرے سے تھا ہی
نہیں اور قیاس لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیختہ کرتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ کہ اونکے سبب لوگ بہول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہیں
کہ وہ شریف نہیں اور لکھے جاتے ہیں یہ بات ملأ سافل میں اور جو کوئی اوسکو
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس سے گویا اسنے غیر شریف کو شرف کیطرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اسلئے کہ یہ تناقض فی الشئ نہیں بلکہ

www.ahnafmedia.com

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالنبي مطابق في تلك
الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا
الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون
السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيتلون
لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه
ليس هنالك امتداد ويختل المعايش فلا يقدر انسان
ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم
وذلك لتاثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلى بمنزلة
تاثير وهم الانسان في زلقه من جذع من جدار
ولم يكن لتزلق لو كان هذا الجذع موضوعا في الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لا يحيط بها كلامنا
في هذه الساعة والله اعلم

مشهد اخر

افيض علي اسرار من المبدأ والمعاد فمن اسرار المعاد سربال
اهل الجهنم سرابيل من قطران ولباس اهل الجنة
السندس والحرير وغيرهما من الالبسة الفاخرة وكذا
سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما يشاكل
كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمات احدها
ان بين النفس اعني النسمة منشا الحس والحيوة في الا
نسان وبخروجها يموت وبين البدن امتزاجا اكيدا لا سيما
في ذرية آدم مما يتبادر الى فهمه ان الروح صفة
للبدن وانها حيوة او انها في البدن كالنار في الفحم
ولهذا الامتزاج الاكيد يتمثل اوصاف النفس

النسمة مادة الحيوة والحس

ہوگا یعنی ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے شریف نہیں ہے اسواسطے وہ نبی ان حضروں کے مطابق ہے اور اسی قبیل سے ہے کہ خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جسوقت قیامت قریب ہوگی کہ برس ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک دن کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اوسکا لون عالم ناسوت میں پس اونکے خیال میں آئیگا کہ امتداد ہے اور زمان امتداد نہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائیگا کہ کوئی انسان قادر نہیں ہوگا کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کرلیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فائض ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اوسکے پانوں کے اوس تنہ درخت سے جو دیوار وغیرہ پر ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہوتی اوسکے پانوں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا کلام اونکا احاطہ نہیں کرسکتا اسوقت واللہ اعلم

مشہد آخر

افاضہ ہوئے مجھ پر اسرار مبدأ اور معاد کے معاد کے اسرار میں سے ہے پہنانا اہل جہنم کو سرابیل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس حریر کا اور ایسے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے تر و تازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے بیان کیں اور اسکا بیان چند مقدمونپر موقوف ہے ایک ان میں سے یہہ ہے کہ نفس کے درمیان یعنی نسمہ کے اور وہ شے ہے جس سے حس و حیات انسان میں اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصًا بنی آدم میں جسکی فہم میں جلد آتا ہے کہ روح ایک صفت ہے بدن کا اور وہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کہ آگ کوئلہ میں اور واسطے اس امتزاج کے ذاتی متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے

www.ahnafmedia.com

بصورة اوصاف البدن في المنامات وثانيهما ان
بعض الحضرات في عالم الناسوت يتمثل هنالك
معنى بصورة شبح كتمثله بمعان في عالم الخيال المقيد كقصة
سيدنا داؤد عليه السلام وما تمثلت له الملائكة
متخاصمين في النعاج ومعاملته مع بعض الناس
في الازواج وبعد تمهيد المقدمتين نقول صبغ الكفر
على نفوسهم هو الذي يصير سرابيل من قطران وسواد
في الوجه بسبب تأثير اللعنة الالهية وصبغ الايمان
على نفوسهم هو الذي يصير سندسا ونضارة في
الوجه بسبب عناية الله بهم رأيت ذلك رؤية
روحانية ومن اسرار المبدأ ان رأيت الوجود المنبسط
متلاشيا في الحق من جهتين جهة صدوره من الذات
الالهية وجهة ظهور تجلي الله فيه بحيث احاط بجامعه
فمن نطق بأن الوجود المنبسط هو الله فهذا معناه
لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر
منها الشيون مما هي في المبدأ الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك في
الخارج شأن بعد شأن على الترتيب للكون مشهد
آخر واضح على اسرار عجيبة في طريق ظهور الكرامات
اعلم ان الكرامات لا تنبعث الا من فوق في النفس
الناطقة فاذا اعانت من الملأ الاعلى طبقت همها
بالقوة العازمة من الشخص الاكبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة الى تلك العازمة فتنقلب الصور
المطلوبة هنالك جزما اما تم الاولياء هنالك حالان
احدهما ان يكون هنالك ادنى خطرة واحدة

المشاهدة الثالثة والعشرون

بصورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا ان دونوں
مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل
ہوتی ہیں یعنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال
مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے آدمیوں سے
ازواج میں اور بعد تمہید دونو مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر
رنگ کا فروں کے نفوس پر وہی سرابیل قطران کے ہوجاوینگے
اور وہی سیاہی بسبب لعنت آلٰہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے
وہی سندس ہیں اور تروتازگی اونکے چہروں کی بسبب عنایت
آلٰہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبدا سے
یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے
ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات آلٰہی سے اور ایک جہت
اوس میں ظہور تجلی آلٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب جامع کا احاطہ کرلیا ہے
تو جو ناطق ہوا اس بات کے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی
غفلت کا وجہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبداء اول میں ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں
ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی
مشہد آخر ظاہر ہوا اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے
طریق میں جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اوس
قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جس وقت ساز گار ہوتی ہے ملاء اعلیٰ
اور کوشش کرتا ہے ہمت اوس کا ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہوجاتی
ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب
ہوجاتی ہے صورت مطلوبہ یہاں بعزم مضبوط کے اولیا کے یہاں دو حالتیں
ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنیٰ خطرہ اور ادنیٰ

استحسان متصل بالعادة ثم منهم من يكون حالته
الملية القوية المنبعثة من صلب النفس المستقرة على
النفس في اوقات كثيرة والمتصلة بها وبين الطرفين
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء في ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده ويرى الآثار تصدر منها ومنهم
من يكون همه غير متمثلة بل مضمحلة في خاطر او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالا ويصادف وقتا
يصير بيد الحق ورحمته فيصدر منها الآثار والاول
اكثر في الهند وخراسان وما يليها والثاني اكثر في الحجاز
واليمن وما يليها ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة
الله اجمع للقصد فاذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكسرت همته عن عزمه وعطله
والخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
المطلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
من ذراع ما سكت ومنها ما لا تزيد فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار الناس الا شدة في العزيمة كما ترى عند المنافسة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء في انبعاث
الهمة على طبقات منهم من يكون الهمة فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
تنفث في همته دواعي ذلك اما ان يكون داعية حادثة
لا سبب لها كقصة الخضر او ان يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء ببعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ عادت کے اور دوسری جگہ بیان ہے
تو یہ پیدا ہوتی ہے صلب نفس سے کہ وہ ٹھہری نفس پر اوقات کثیرہ مین
اور درمیان دونو طرفون کے مراتب کثیرہ ہین اور اوقات و
احوال و اسباب کے واسطے خواص ہین پھر اولیا اسمین دو قسم ہین
ایک وہ ہین کہ انکی ہمت نفس انکے نزدیک متمثل ہے اور دیکھتے
ہین کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہین اور ایک وہ ہین جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال مین یا لفظ مین تو وہ
نہین پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہین ان سے
آثار اور اول قسم کے اکثر ہین ہند و خراسان اور انکے قرب مین
اور دوسری قسم کے ہین حجاز و یمن اور اوسکے نواحی مین پھر اولیا
کے واسطے وقت ہین ان مین سے وہ ہے کہ جسمین ارادہ صرفہ ہو کہ
اوسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالفت سمجھنا سنت اللہ کا جمع قصد
مین کیونکہ جب خطرہ آیا اوسکے دل مین استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب کسجاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہو جاتی ہے اور
یہ سر ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع کے جب آپ نے طلب کیا تھا دست
تیسری مرتبہ اور انہون نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع
دو ہی ہوتے ہین تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع ہمیشہ
لا کر دیتی جبتک خاموش رہتی اور ان میں سے وہ ہے کہ جسمین مخالفت و استبعاد
اور انکار قوم سخت ہو عزیمت مین جیسے تم دیکھتے ہو منافسہ اور جنگ مین دلیرون
اور پہلوانون کے اور لڑائیون مین اقران کے پھر اولیا ہمت کی بنسبت ہوتے ہین دو طبقے
ہین ایک وہ طبقہ ہے جسمین داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ ایسے کہ ارادہ
نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اوسکی ہمت مین دواعی اور ہوتا ہے یا تو داعیہ
حادث بےسبب اور اتفاقی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا تو ہوتا ہے داعیہ
مستمر جیسے ارادہ اسید کرنیکا امت ٹیڑھی اندھی کی ساتھ بعثت

www.ahnafmedia.com

رسول الله صلى الله عليه وسلم فانه مستغرق لاتزال
ترشحه من شرايح متصلة بقلبه المقدس فيصير ارادة
الافاعيل خاصة والاوضاع جزئية بحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيصير اشرافا واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب
بحسب المقتضيات وللعادات ساحتها وقس
على ذلك شرحة العلم منبجسة من الناموس المنعقد
في الملاء الاعلى ارادة الخير باهل الارض فهي متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه يتصور بصورها بحسب
الاوقات والاوضاع وهيأت النفس فيخرج بصورة
النفث في الروع مرة وتمثل الملك اخرى وافاضة بركة
في الرؤيا تارة ومناما اخرى ومنهم من يكون الداعية
السفلية هي الباعثة به وليس ذلك من مقامات الكمل
اللهم الا بما لمعنى الجامعية واليه الاشارة في مقالتهم
المشهورة ان العارف لا همة له وان الولي اذا بلغ
هذا المبلغ من القوة الجاذبة خلع عليه خلعة القطبية
في مشهد سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار
ملجأ للناس ومآلهم ومجمعا لشملهم وليست
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما يصل اليه
اثنان وثلثة وفوق ذلك ايضا والحضرة مع كل واحد كانه
المتفرد بها من غير ذلك مثل الانسان كل فرد من الشخص
به من غير مزاحمة وان كانوا الوفا وممن زعم
انه شخص ملك فاما انه شرك في غيرها اشارت
اليه وبعض على هذا الانفراد الذي ذكر نحمله
على محمله والحمد لله الذي سقاني كاسا دهاقا

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جنکے واسطہ ہمیشہ
کوئی گرشا وسکے گوشوں سے متصل ہے اور انکے قلب مقدس تک
پہنچتا ہے ارادہ فعلوں خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق
اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھ کمال
مطلق کے پہنچتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
و آب موافق مقتضیات اور عادات کے اور ساحت کے اور اسپر
قیاس کر چشمہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملاء اعلی میں
خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل انکے قلب مقدس سے
ہمیشہ لیکن اسکے صورتیں متفرق ہیں بحسب اوقات اوضاع کے
اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت نفث فی الروع
کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب میں افاضہ
برکت کا اور کبھی قیام میں اور بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اونہیں اور یہ مقامات کاملین سے
نہیں ہے الہی یوں کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنے جامعیت کے
اور اسیکی طرف اشارہ ہے انکو اس قول مشہور میں کہ ان العارف
لا ہمۃ لہ جب ولی پہنچتا ہے مبلغ کو قوت جاذبہ کے تو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت
قطبیت کا مشہد میں سویدا قلب کے شخص اکبر کی طرف سے تب ہو جاتا ہے گروہ
لوگوں کے واسطے پناہ کے جا اور لوگوں کا مرجع اور جامع انکے تفرقہ کا
اور ضروری انکو میں نہیں ہے ہو جانا واسطے ایک شخص کے اس رتبہ کا بلکہ اکثر
گروہ اسمیں متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان ہر فرد بشر متفرد
گویا کہ اسمیں متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد
انسان ہو نہیں بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا
متفرد ہونا اس رتبہ کا ایک ہی شخص کو اشارہ کیا طرف سر غیر اسکے جیسے بیان کیا ہے
یا وہ سید ہوگا انفراد میں اور اسکو حمل کیا غیر اسکے محل کے اور
الحمد للہ ان سب مقاموں سے جو میں نے بیان کئے ہیں مجھکو جام لبریز پلایا

[illegible]

www.ahnafmedia.com

من كل هذه الملة لكنت على اشرحت الامر **مشهد**

آخر رأيتني في المنام أني قائم الزمان أعني أن الله إذا

أراد شيئا من نظام الخير جعلني كالجارحة لاتمام

مراده ورأيت أن ملك الكفار استولى على بلاد المسلمين

ونهب اموالهم وسبى ذراريهم واظهر في بلدة اجمير

شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله

فغضب الله تعالى على اهل الارض غضبا شديدا او

وصورة هذا الغضب متمثلة في الملأ الاعلى ثم ترشح الغضب

الى فرأيتني غضبانا من جهة نفث من تلك الحضرة في نفسي

لا من جهة ارجعي من العالم ورأيت ساعيتئذ في جم

غفير من الناس منهم الروم ومنهم الازبكية ومنهم

العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان و

بعضهم مشاة على اقل سهم واقرب ما رأيت شبيها

به الحجاج يوم عرفة ورأيتهم غضبانا لغضبي

وسألوني ماذا حكم الله في هذه الساعة قلت فك

كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان تروني قد سكت

غضبي فجعلوا يتقاتلون بينهم ويمضون وحوالهم

فقتل منهم كثير واكثر من رؤس ابلهم وشقاها

ثم انتقلت الى بلدة اخرى بعدها واقتل اهلها فتبعو

في ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا الى

وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك

الكفار ثم رأيت ملك الكفار يعاشعم ملك الاسلام في

نفر من المسلمين ما هو ملك الاسلام في اثناء ذلك

من جهة فبطش به القوام وصرعه وذبح بسكين

فلما رأيت الدم يخرج منه او دمه متدفقا قلت

مشہد آخر: میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اور اسکا

معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی چیز کا نظام خیر سے

تو مجھکو کیا اسنے جارحہ کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ کافروں کا

بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکی

ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر میں شعائر کفر ظاہر کئے اور شعائر اسلام

کھو دئے العیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور میں نے دیکھی

اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں پھر ترشح ہوا غضب میری طرف

میں تھا بہت غضبناک بسبب نفث ہونے اس درگاہ کے میرے نفس

میں نہ اس جہت کہ جو رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اوس

ساعت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ ان میں روم اور ازبک اور عرب

سب ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑوں پر اور

بعضے پیادہ ہیں اور قریب ہے کہ جو میں نے دیکھا مشابہ انکے حاجیوں کے

غضبناک ہونے سے اور مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا

اس وقت میں نے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہوں نے کہا

کب تک میں نے کہا کہ جب تک کہ تم دیکھو میرا غضب ساکت ہوگیا

تو وہ آپس میں قتال کرنے لگے لیٹے اونٹوں کے مونہہ تو قتل ہوگئے

ان میں سے بہت اور واسطے بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے پھر

میں بڑھا آگے ایک شہر کی طرف جو اسکے پیچھے تھا اور اسکے

لوگوں کو قتل کیا اور انہوں نے پیروی اور تابعداری کی

میری اس امر میں اور اسیطرح خراب کیا میں نے ایک شہر کے

بعد ایک شہر یہاں تک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہاں کفار کو قتل کیا اور ان کا

چھڑایا میں نے اسکو اور غلام بنالیا میں نے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ

بادشاہ کفار جارہا ہے بادشاہ اسلام کیساتھ مسلمانوں کی گروہ میں پھر حملہ کیا بادشاہ

اسلام نے اثنا میں اسکی ذبح کریگا تو پکڑ لیا اسکو لوگوں نے اور گرا دیا اسکو

اور ذبح کر دیا اچھری سے پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اسکی گردن سے کہا

www.ahnafmedia.com

الاَّن نزولها الرحمة ونزلت الرحمة والسكينة فعلمت
من باشر القتال من المسلمين وصار لا رجوع منهم قط
الى رجل وسالته عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت
عن الجواب ولم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة
الحادية والعشرين من ذي القعدة ۱۱۴۴

مبشرة آخر

لاشبهة في ان حقيقة الحقائق وحدة لا كثرة
فيها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين
المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من صرافة وحدتها
الى آخر المراتب تدريجية وان لا غاية لها الا نفس ظهور
كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرة حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرتها شيئا فشيئا بان ما تساع الكثرة
اخذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع الحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكامنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر
شاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالبذر بالقوة القريبة
والبعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

المبشرة الاربعون ۴۰

اور یہ کہ شہداء اہل بدر ہیں اور میں نے رحمت و سکینہ کو دیکھا کہ نازل
ہوتی اوپر مسلمانوں کے جنہوں نے جہاد کیا اور وہ سب شہید ہو
گئے پھر گیا میں طرف ایک مرد اور مجھ سے سوال کیا اُن مسلمانوں کا
جنہوں نے آپس میں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب میں اور تصریح نہ
کیا یہ میں نے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ذیقعدہ ۱۱۴۴ کو مشہد
آخر اس میں کچھ شک نہیں کہ حقیقۃ الحقائق وحدت ہے اور اس میں
کثرت نہیں ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ کثرتیں ظاہر ہوں
اور اوسکے احکام و خواص سے مراتب متعین ہوں اور اوس کی
وحدت کی حرکت اوسکے صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجیہ ہے
اور اوسکی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اوس وحدت کا اور اوس
وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت کے نفسہا کیطرف مراتب کثرات کے
حب مقدس اعلی ہے ارادہ اختیاریہ سے کہ کہتے ہیں ایک قوم اور ایجاب
طبیعی کہتے ہیں اوسے اور یہ حب بسیط ہے اپنے اول امر میں پھر اوسکا
دائرہ وسیع ہوتا گیا شیئاً فشیئاً بمقابلہ وسعت کثرت کے اور واسطے کل
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اوسکے بروز کا
اور تحقیق بساطت اولی میں نہیں خالی تھی جمیع محبات سے جو بعد میں ظاہر
ہوئیں لیکن وہ اوس میں مندمج تھیں پھر ظاہر ہو گئیں اور کامن
تھیں بارز ہو گئیں پس یہ ایسے اصول ہیں کہ اس میں کچھ شک کرنا
نہ چاہیے جس شخص کو ادنے بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہم نے یہ کہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت
میں حد واحد پر نہیں ہے بلکہ یہاں حب خاص ہے مندمج اوس حب بسیط میں
وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری ہے
وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اوس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشأ کلیہ کے اولا و بالذات
اور یہاں افراد کا اس نشأ کے کچھ ذکر نہیں

ثم كل الافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد تفاصيلها لا اثنا
عاما ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة ويكون
فردا مقتضيا في المثال وفرد منتشرا بعد قرن على
كثيرين على سبيل البدل في الناسوت بان يكون القائم
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
بظهوره تدبير الهي متعلق بتلك النشأة اولا ولكن لما
اذ انعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انعكس ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان يقصد
بقصد ظهوره تدبير الهي او لا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بان لها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة الناسوتية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا الفرد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصدا لتدبير نشأة فهو
الفرد المنجم كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو المنجم بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها امثال بعد امثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما ظهر

پھر جب یا وقت ظہور افراد اس نشأ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیلوں سمیت یا رز ظاہر اور اوس سے حب علاقہ رکھتی ہے ظہور
فرد و اوس نشأ سے کہ ہو فرد مخصوص مثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح
کہ ہووے قایم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
اور اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہووے ساتھ اوس
نشأ کے اولا اور مانند اسکے حب متعلق ہوئی حب ساتھ ظہور نشأ کلیہ کے
پھر منعکس ہوئی یہہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہ کہ منعکس ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے پھر ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا نشأ انسانیہ تابع نہیں نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأت
حیوانیہ تابع نہیں ناسوتیہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے حب ہو اول امر میں ہو گی یہہ مراد فرد جامع جمیع نشأت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأہ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہانتک پائی
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہو گئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأہ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کہ نبی نہیں ہے
اور جس وقت متعلق ہوئی حب ظہور نشأ کلیہ کے پھر جب آیا

www.ahnafmedia.com

وقت ظهور شخص احدها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد
فان كان قصد به حينئذ شى من تدبير النشأة فهو نبى من
الانبياء وليس بالفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ
ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولى الفانى الباقى وربما لا يتعلق
الحب فى اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة
الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد
فى الاسنخ وحينئذ ان كان قصد تدبير ملة فهو
وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى
او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء
فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم
اعلم ان للفرد احكاما لا توجد لغيره منها انه ليس له
مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الى ان
تعود لما منه سافرت انما كل نشأة مستودع وسيره
فيها اسرع من سير السهم اذا انفذ من القوس حتى
يبلغ الى منتهاه فلا يتعلق بين يديه شئ من النشأت
بخلاف غيره اللهم الا ما كان فى حكمة الله ان النشأة
المتأخرة تستمد من النشأة المتقدمة ضرورة ومنها
انه يرزق الحب الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية
عائدة الى ما منه هذا السير علما وحالا ونشأة و
اما غيره فليس له فى هذا القسم نصيب ومنها انه
لا يكون السبب الحقيقى لانتقال الفرد من نشأة الى
نشأة الا الحب الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد
اذا ورد فى مستودع فلا بد ان يلتفت زمانا الى احكام
تلك النشأة فيصل الى ذروة سنامها وبعد

وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوتی ہے ثانی ظہور فرد کے ساتھ پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاہ کا تو وہ ایک نبی ہو انبیا
مین سے اور نہیں فرد جامع اور جو یہ قصد نکیا جاوے اسوقت
بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمین غالب ہون قوئے الٰہیہ اوپر قوئے
کونیہ کے تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات محبت متعلق اول
امر مین نہین ہوتی اور نہ وقت ظہور افراد نشاہ کلیہ کے ساتھ
ظہور فرد کے بلکہ وہ محبت متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے
بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر ارادہ سے تدبیر ملت کے تو
وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث ملا اعلیٰ کا ہے یا
نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا کے
پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب [illegible]
پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین ایسے کہ اسکے غیر کو
نہین ہین بعض انمین سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مستقر نہیں
اول سے جب سے سفر کیا نقطۂ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے طرف
اس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تہا بیشک ہر نشاہ کے لیے مستودع
ہے اور سیر اسکی بیچ اسکے تیز تر ہے تیر سے جسوقت وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ
پہنچے بیچ منتہا کو پس اسکو دامن مین کوئی شی نہین متعلق ہوتی بخلاف
کہ ہو دوسری نشات سے بخلاف اسکے غیر کے الّا یہ بات ہو کہ اسکی حکمت بیچ
ہو کہ نشاہ متاخر مدد چاہے نشاہ متقدم سے ازروئے ضرورت کے اور بعض انمیں
سے یہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت ہے نقطہ
حبیہ کہ پہرنیوالا طرف اس شی کے جس سے یہ سیر ہے علما یا حالا یا نشاۃ
اور اسکے غیر کے واسطے اسمین نصیب نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہے کہ انکا
ہونا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاہ کیطرف
مگر محبت ذاتیہ کی تفصیل ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع مین
تو ضرور ہے اسکو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاہ کے احکام کیطرف پس حاصل کرے

ظاهرها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره ثم بعد
ذلك لا بد أن ينفصل تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفصل عن النشأة الجنينية
فاما حال النفس فتلك النقطة الحبية فيه مقر
العز وحين البساطة وتشتاق اليها اشد الاشتياق
ويهيم انها النفس على المحبة الذاتية ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينسلخ
نسمته عن جسده الكثيف الارضي واما حال الكمال
بعده عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والنفض واما حال انتقاء روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حيزها وموضع بساطتها
ومقر عزها واقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور احكامها وآثارها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقايق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها وفي آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد
غارب النشأة النسمية فمنه ان يكون محل
الوصول علوم النسم المقيدة باجسامها الى
التدلي الاعظم المتحقق منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة فاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة وعلى حاله
بل لذلك العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب

اور ٹھیرے وہاں اور اُس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو نہوں
اُسکے سوا سے پھر بعد اُسکے ضرور ہے کہ یہہ نشاۃ اُسکو اپنے میں سے
نکالدے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہوجاتا ہے اُس
نشاۃ بچہ پن کا تو جب نفس سے وہ دور ہوجائیگا تو یاد دلائے نقطۂ حبیہ مقر
عزت اور خیر بساطت اور مشتاق ہو اُسکا نہایت شوق سے پس لگے جوش
اُسکے نفس کیواسطے وہ ہی محبت ذاتیہ ہے اور اُسکی خاصیتوں سے
کہ اس سے منقطع ہوجائیں عروق اِس نشاۃ کے پس وہ مرجاتا ہے اور
جدا ہوجائے نسمہ اُسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب نفرت ہوا اُسکی روح
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اُسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب نفرت ہو وہ اُس جسم کے اُسکی روح کا تو بھی اُسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جبتک پہنچے نقطہ
اپنے خیر کو اور اپنی جائے بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھیرنا نہایت میں نشاۃ جسدیہ کے پس جو نبیوں میں تو ظاہر ہے اور اُنکے
سوا میں پس منصب وراثت انبیا کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے
اور جمع درمیان صفات و ذات ہر مقام کے حاصل ہو واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اُس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اُسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اِس حیثیت سے کہ نہ روکے اُسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھیرنا بلندی پر نشاۃ نسمیہ پس اُس سے ہے یہ کہ ہو سعد
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف تدلی اعظم کے جس سے
پڑے ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جاری افاضہ میں صور خارجیہ کے
اور وقایع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے
حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اُسکے ہے ساتھ زبان رقیقہ
اور بوجہ حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اُسکو حال اور نہ منصب

www.ahnafmedia.com

لها الاحوال والمناصب فيقتضي من الله فيها ان يحمل
كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبهناك على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابد ان
يظهر تلك الآثار منه وليس له ان يكف نفسه عنها لانها
جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية بحذائه وحد وهي من
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية بحذائه وحد وهي
من العلوم الكسبية التصانيف ورأى خاص في كل
علم يبلغ اليه نظره ايا كان سواء كان معقولا او منقولا
ورقيقة زهرية بحذائه وحد وهي الجمال والمحبة يحب
كل احد ويحبه كل احد من حيث لا يدريان ورقيقة
شمسية بحذائه وحد وهي الغلبة والظهور على الكل بمعنى
ما استحقاقا وحفظا بجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني
ورقيقة مريخية بحذائه وحد وهي من كل كمال التأصل
والشدة والرسوخ ولولا هي لكان كل شيء مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية بحذائه وحد وهي
قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيتقربون
الى ربهم ورقيقة زحلية بحذائه وحد وهي من كل
رقيقة بقاؤها وتأصلها ونفوذها مدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملأ الاعلى
بحذائه وحد وهي محيطة بجميع ما يلصق به حتى
يجلب نظر الله وعصمته له ورقيقة من الملأ السافل
بحذائه وحد وهي نور يدخل في يديه ورجليه وعينيه

جنا ہیں نسبت کو احوال اور مناصب سے اوسکے ہیں پس ضرور
چاہیے یہ کہ حمل کیا جاوے ہر کلام فرد کا اوس شے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کی تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہیں تجھکو
جامع کلام اور ملاک امر پر اوسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اوسمیں
دس رقایق ظاہر بارزہ ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہوں اور نہیں ہو سکتا کہ روکے
اپنے نفس کو اونسے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اونکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث سے
اور برکات طریقوں منسوبہ مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف اور رای خاص کے
ہر علم میں کہ اوسکی نظر پہنچی اسمیں کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ دونو نہیں جانتے استحقاقاً و حفظاً ساتھ تمام خلقت
اللہ کے تحت میں اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اوسکے مقابل ہے ہر کمال کا اصل و سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شے ہوتی خوفناک و ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابۃ للناس جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہیں اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور
نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملاء اعلیٰ سے
اوسکے مقابل ہے محیط بجمیع ما یلصق بہ کے وہ قالب ہے اسکا
نظر اور اوسکے عصمت کا اونکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملا سافل سے
مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں

www.ahnafmedia.com
To: www.al-mostafa.com

لجميع أعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي
الى عباده الذي يتشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لم يشغلها شأن عن شأن ولا يأتي عليها حال
من الاحوال الا عند التجرد الى النقطة الكلية الا وهي
خبير بها الآن وانما الآن تفصيل الاجمال او ثمرة
نقطة تبدو ثمة وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها من غيره فان غيره يصدر منه الآثار
الخارقة بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقائق كلية جلية جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقائق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبائعها ورقائق جاءت من
قبل العناصر ورقائق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
مجردا لشيء من الكمال بحيث تخفى اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فلاحد
وجهين احدهما ان يكون الله تبارك وتعالى اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي واخروي او دفع ضر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب خرق العادة اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہے
اسکے بندوں کی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس ایک نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں روکتی اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اوسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے مگر وقت تجرد کے
نقطۂ کلیہ کے کہ وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اور اوس کی ان اوقات میں
تحقیق آنی تفصیل ہے اجمال کی یا ثمرہ ہے نقطہ کا ساتھ اوسکے
اور فرد سے ایسی کرامتیں نہیں صادر ہوتی جیسے اسکے سوا سے کیونکہ
اوس کے سوا سے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبے سے اوس
حالت کے جو اوس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہو اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہی لیکن فرد
ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اسمیں رقایق کلیہ جلیہ ہیں کہ آئی ہیں اسماء الٰہیہ کی طرف سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ
آئی ہیں طرح طرح کے کمالات سے جو اوسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا
ایک جزء دوسرے جزء پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنے مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی مجرد نہیں ہوتا
کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار پر ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہوں میں سے ایک ان دو سے یہ ہے کہ ارادہ حق کا یہ ہے کہ بندوں کو
نفع پہنچایا جائے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
وہ اسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے حالانکہ وہ فی الواقع مردہ کی طرح ہے

www.ahnafmedia.com

في هذا الانسان تجليا له في ذلك وتأثيرا منه
من الفرد الى عقله وحكمته فاذا استعد الفرد لان
ينفع فيه نفعا او لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب من الشيء فظهر خارق عادة في
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سيأتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهي الشمسية فسخرت وهلم جرا و
من خواص الفرد في الحيوة الدنيا انه يأتي
لله يعبده بجميع اخلاقه وجميع طبائعه و
ذلك ان الانسان في مجرى العادة يفعل افعال
الشجاعة للداعية تجرا الى جلب نفع او دفع
ضرر دنيوي فاذا كان العبد فردا انعقد في الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه الى
النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من اخلاقه
فجرت الافعال وهي في كل ذلك فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه والانسان
له طبائع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال نوع ناله من
ربه وافعال تجري منها فيفنيها الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك الكسب كما ان الطبيعة
الزهرية بحسب النسمية تقتضي ان يلتذ كل حسن
بالجمال الذي خصه الله تعالى به ويرى في كل
لذة تجليا انجذابا الى الله واخبارا له فيكون
الحساس بلذاتها والاشياء التي يلتذ بها كلها السنة

انسان ... ہوتی ہیں اسو ایسی تجلیا نہیں اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت تربیت کیطرف یعنی جبکہ
کسی شئی میں اسکو نفع ہو یا اور دوسرے کو تو اسکے دقائق میں سے
کوئی دقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شئے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً اراده کرے کہ جو وقائع آنیوالے ہیں انکی لوگوں کو
خبر کرے تو بسط کرے اسکا دقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور
لوگوں کو وہ علم پہنچا دے یا اراده کرے وہ فرد کسی قوم کے تسخیر کا
تو بسط کرے ایک دقیقہ دقائق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرلے اور
اسیطرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی
دنیا میں اللہ کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور
یہ امر اسلئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کے کرتا ہے
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملأ اعلیٰ میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام میں سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق میں سے
تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اسکی مراد میں باقی ہے تو یہ معنے ہیں اسکی عبادت کے جمیع اخلاق
اور انسان کے واسطے طبائع ہیں اور ہر طبیعت کیواسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جبکہ اسکو فنا کرے حق
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہیں موافق اس کسب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمیہ کے
مقتضی ہے کہ لذت اٹھائے حسن اور جمال کی جس سے اللہ نے اسکو خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور ہر خوشی میں تجلی الہی کی اور فرد سے اسکے
یہی معنی جانیں سب کہ لذتوں کو ہر شئے جس سے لذت اٹھاتا ہے

بذکر الله تعالی فیحصل له حالة عجیبة فیستغرق فیها ویسکر حینا من الدهر وقس علی ذلک کل طبیعة وان شئت الحق فعباده تسری به فی حفظ جریانها علی مقتضی طبیعته والله حافظه واذا اتاه زجر علی فعل فسببه مخالفته فی ذلک اللباس البسه الله تعالی ومن خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هذا البدن نهام الی الطبیعة العامة التی تعم کل موجود هیمان النفس الناطقة الی بدنها الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر وفی الفلک فلک وفی الملک ملک لا یحده ولا یحیط به علی نشأة الطبیعة المطلقة حینئذ ربما کان من هذا الفرد آثار عجیبة واحکام غریبة فمنها انه یعلم بالعلم الحضوری انه القیم بالطبیعة الاولی کما ان النفس یعلم انه قائم ولیس بقائم الا بالجسد ولا یعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما یعلم بعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان و منها ان هذه الحقیقة ربما صارت معدة لبعض التدبیر الکلی فبرز بین ورد فی بعض المواطن ویکون سببا لافاضة البرکات **شعر**

ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما کتمه احظی لدیه واجمل

تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن بشیش قدس سره علی مشرب القوم اللهم اجعل الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقتی وحقیقته جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهی

سب سے زیادہ مین واسطی یاد دلائے اسے تو حاصل ہو اسکو ایک عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جائے اور سکر مین آجائے کچھ وقت زمانہ سے اور اسی پر قیاس کر لے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی جاری ہونا ہی اور اللہ اسکا حافظ ہی اور جسوقت کسی فعل پر اسکو زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہی اس امر مین سبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہی اور اس فرد کے خواص سے ہی عالم برزخ مین کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہی ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہی مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیری اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہی تو اسوقت سریان کرتا ہی اپنی ہمت سے اجزائے عالم مین تو حجر مین حجر ہی اور شجر مین شجر اور فلک مین فلک ہی اور ملک مین ملک ہی نہین روکتا ہی اسکو ایک طور دوسرے طور سے باعتبار نشاءت طبیعت مطلقہ کے اور اسوقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہین پس ان مین سے یہ ہی کہ جانتا ہی علم حضوری سے کہ وہ قیم بالطبیعة الاولی ہی جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے اور وہ قائم نہین مگر جسد قائم ہے ساتھ اور اس علم سے نہین جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہی بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہی علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہی کہ وہ اجنبی ابن فلان ہی اور ان مین سے ہی یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہی مستعد واسطے تدبیر کلی کے پس پیدا ہوتا ہی بعضے مواطن مین اور سبب ہوتی ہی افاضہ برکات کا **شعر**

ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما کتمه احظی لدی واجمل

یعنے اسکے بعد اسکی صفتین ظاہر نہین کیجاتی اور میرے نزدیک اسکا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے **تحقیق** بیان مین قول سید عبد السلام بن بشیش قدس سرہ کے بحسب مشرب قوم کے وہ قول یہ ہی اللهم اجعل الحجاب الاعظم حیاة

www.ahnafmedia.com

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما دل علیہ قولہ قدس سرہ فیما سبق و حجابک الاعظم القائم بین یدیک وانما عبر عنہ بالحجاب الاعظم لان حقیقتہ علیہ الصلوۃ والسلام اول المبدعات واعظمہا کما ذکرہ القوم فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری و منہا تشعبت الحقایق فہی الواسطۃ بینہ وبینہا وروحہ نبی الانبیاء فان ارواحہم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطۃ روحہ فکما ان النبی ترجمان الحق فی قومہ والواسطۃ بینہ وبینہم فکذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان الحق فی الارواح والواسطۃ بینہ وبینہا وفی قولہ عز من قائل فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارۃ الی ہذا المعنی بناء علی ان ہؤلاء اشارۃ الی الشہداء وصورتہ الظاہرۃ فی الناسوت التی علیہا ظہرت المعجزات وبینت علی لسانہ المعارف والاحکام واسطۃ بین الحق وخلقہ وسبب لقربہم منہ ثم کما بینا ان لہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث نشآت کلیۃ و ثلثۃ اصناف من التوسط بحسب تلک النشآت فاولہا مرتبۃ تسمی عند الطائفۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ وہی تعین کلی فی الخارج لاحکام الاسماء الکلیۃ وثانیہا مرتبۃ تسمی عندہم بالروح المحمدی وہی التعین المثالی للحقیقۃ المحمدیۃ عند تنزل الانسان الکلی الی مظاہرہ وتقیداتہ وثالثہا النشأۃ الناسوتیۃ المنوطۃ بہا الکمالات الظاہرۃ بعد بعثتہ الحلی علی راس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول آپ قدس سرہ کا ماسبق میں وحجابک الاعظم القائم بین یدیک اور تحقیق ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے مبدعات کا اول و اعظم ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور آپ سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقایق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہے کہ بیشک انبیاء کی روح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطہ اس روح مبارک کے پس جس طرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسی طرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنا بریں کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہداء کے اور آپکی صورت ظاہرہ ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے اور آپ صورت کی زبان سے بیان ہوئے معارف اور احکام واسطہ ہے درمیان حق کے اور اسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم کے ہیں توسطات موافق تین نشات کے تو اول وہ مرتبہ ہے جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا انمیں سے مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین مجازی حقیقت محمدیہ کے وقت متنزل ہونے انسان کلی کی طرف اپنے مظاہر

www.ahnafmedia.com

اربعين سنة من عمره من اقامة الرمة الى الهداية فتح
ابصارا عميا واذانا صما وقلوبا غلفا حتى يشهدوا
بالوحدانية ويشهدوا ويعلموا احكام الله المتعلقة
بافعال المكلفين وغير ذلك من المعارف الجليلة
واكمل الاولياء من كان على قلب خاتم الانبياء صلى
الله عليه وسلم في تلك النشآت الثلث لكن الحقائق
الجزئية المستعدة لكمالات المحبة والمحبوبية وما يشبههما
لا يتعين الا بعد اختيار الانسان الكلي بحياله فاول
تعينها في الخارج يضاهي ويسامت التعين الروحي
من الحقائق الكلية فلا يظهر الا الحقيقة المحمدية
الواصل الى الحقائق الجزئية الا عند تعينها وتكون
الجامعية ميراثا عنها وانعقاد الاستعدادات لها
ميراثا عن الروح المحمدي فيكون مرتبة العطايا واحدا
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يبتهل الى ربه تبارك وتعالى
بلسان استعداده ان يجعله من ورثة سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشآت الثلث و
كمالاتها المختصة بكل منها فعبر عن سؤاله ميراثه
من الكمالات الناسوتية بقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحي اعنى بها الروح المنفوخة
في البدن المدبرة له بالة الحس والحركة وهي
الافراد الجزئية المستعدة للكمالات الجزئية التي
اشرنا اليها باداء الصورة الناسوتية في الافراد
الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن
تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کے ہوئے کہ گمراہون کو راہ پہ لانے
اور اندھون کو بینائی اور بہرون کو کان اور دلون کو ہدایت بخشی
کہ انہون نے وحدانیت الہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو تعلق افعال مکلفین سے تھے اور اسکو سوا
او معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم
الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینون نشآت مین لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اوران
دونو کے مانند کی نہین متعین ہوتی مگر بعد جبر اختیار کرنے انسان
کلی کے اسکے مقابل مین پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج
مین مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہین
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے طرف حقائق جزئیہ
کے مگر بوقت اسکے تعین کے اور جامعیت ہے میراث حقیقت محمدیہ کے
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہان میراث ہے روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے وجود کا متعدد جب
یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہین کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
درازی کرتا ہے رب تبارک وتعالی سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثون سے سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشآت ثلثہ کے اور انکی کمالات مختصہ کے ہر
ایک مین پس تعبیر کیا اپنے سوال میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کو ساتھ کہ اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی مراد
اس سے روح منفوخ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبر ہے اور آسکی
حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ مین مستعد ہے
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ
چھپا ہوا نہین ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

www.ahnafmedia.com

الى مدد من المستفيد بالحيوة الذي هي كمال اول للروح
وعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الروحية بتحقق
ووحد سره حقيقة ذلك لان الحقايق الجزئية انما
تتنشأ من حيث تتعين الارواح الكلية وكيفيتها
في التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم
الى حقيقة من المستفيد بالسر الذي يفهم منه
الخفاء وللمصدرية للآثار والكمالات وتعيين
الاستعدادات مستمرا دائما على نمط واحد من
الحسن والبراعة وعبر عن سواله ميراثه بحسب
الكمالات التي ورثها الحقيقة المحمدية وان لم تظهر
الا فيما دون تلك المرتبة بقوله وحقيقة جامع عوالم
وذلك لان الاجمالية بهذا الوجه تلازم ظهور
رقائق كثيرة بازاء النشآت الخارجية كل رقيقة
اجمال نشأة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلى الله عليه وسلم في هذه المرتبة الى حقيقة
المستفيد صورة جمع العوالم بهذا المعنى اجمل
ذلك كذلك بتحقيقك والتحقيق جعل الشيء محققا في
الخارج والمراد منه الفيض المقدس ولا يخفى ما في
وضع المظهر مكان المضمر من الاشعار بان التحقيق
صادر منه من جهة كونه حقا اي متحققا بذاته محققا
لغيره واول الاشياء فانه وجود الوجودات
وماهية الماهيات تحقيق للعارف وصول الى
الذات ووصول الى الاسماء والتجليات سواء
قلنا بان الوصول الى الذات علمها وادراك لها
اولا وما يوهم خلاف ما ذكرنا من كلام المحققين

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اول ہی واسطے روح کے اور تعبیر کیا اس نے اپنے سوال میراث
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ ورد وحد
سر حقیقتے اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہین
اُس جگہ سے کہ تعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہین وہ شے کیبیچ تعبیر مدد کی ہی ایسی مدد جو واصل ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہی اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعین استعدادات مستمر و دایم بنمط واحد حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اُس نے سوال اُسکا میراث اس کی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہین ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقتہ جامع ہی
عوالم کا اور یہ امر اسلئے ہی کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہی
ظہور رقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشآت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہی
ایک نشاء کا اور اُسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ مین طرف مستفید کے اُس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجمل ذلک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شے کا متحقق بیچ خارج مین اور مراد اس سے
فیض مقدس ہی اور مخفی نہین وضع مظہر سے مکان مضمر مین
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اُس سے
بسبب اُسکے ہونے کے حق یعنے متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اول اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات و ماہیت
الماہیات ہے تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول الی
الاسماء و التجلیات کے برابر ہی جو کہا ہے یعنی یہ کہ وصول الی الذات علم ذات
اور اُسکا ادراک ہی یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہی ہمارے بیان کے خلاف محققین کے

www.ahnafmedia.com

في هذه المسئلة فمعناه نفي العلم والاحاطة لا نفي الوصول وتفصيل ما ذكرنا ان السالك اذا وصل الى الحقيقة التي يعبر عنها بانها وجود مجرد عما عداه وقع له التفت الى التحقق والتقرر والوجود واصل ذلك كله الوجود المطلق وله تنزلات شتى وملابس كثيرة فيعرف في ضمن هذا الالتفات كل تنزل ولبسة بحاسة ذلك التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا الى ان يجيء متصاعدا حتى يدرك الحقيقة التي لا حقيقة وراءها بالحقيقة بعينها فهنالك وصول وليس هناك علم الا ابانا ولا ادراك الا ابانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين التلمساني مشيرا الى هذه النكتة **شعر** دعوا منكري فوذي بها تتفطر ولا يحق لها تتبلك القلوب بتفطرها وماذا على من صار خالا لخدها اذا غار ابوها ام تنبه جارها فالكمل متحقق لهم الوصول الى الذات بالفعل وكذلك الوصول الى الاسماء والتجليات فناء وبقاء وتحققا لا يبعد ان يكون لهم حالة منتظرة في ذلك نعم بعد ذلك احكام خاصة بكل نشأة من النشئات يعتورها الانسان مرة بعد مرة وكانه قد احاط بها اجمالا في هذين الوصولين وما بقي الا التفصيل فترقيات الكمل غير متناهية بهذا المعنى **تحقيق** اعلم ان الله جل مجده يعلم الاشياء بوجهين احدهما الوجه الاجمالي بيانه انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان العلم بالعلة التامة يكفي في العلم بالمعلول ومنه الاشياء

کلام سے اس مسئلہ میں تو اسکی معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت اتا ہے اور وہ حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے سوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے التفات طرف تحقق وتقرر ووجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے اور اسکے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں کثیر پس پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن میں ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہیں ادراک ہوتی مثال کی مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اسکے پرے کوئی اور حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہے اور علم نہیں ہے وہان مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس نکتہ کی طرف **شعر** دعوا منکری فوذی بہا تتفطر واو یحق لہا تتلک القلوب بتفطارہ وماذا علی من صار خالا لخدہا او اغار ابوہا ام تنبہ جارہا ہو پس کاملون کے واسطے وصول متحقق ہے طرف ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ وصول اسما اور تجلیات کے فنا و بقاء و تحققاً نہیں جائز ہے کہ ہو انکو واسطے حالت منتظرہ اس میں ہاں انکو بعد احکام خاص ہیں ہر نشأ کے نشأت میں سے کہ برتتا ہے انکو انسان ایک بعد ایک کے گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا انکا اجمالاً ان دونوں وصولوں میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں اس معنی سے **تحقیق** اب جاننا چاہیے کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو اول علم اشیا ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا واسطے نظام موجود کے واسطے اسکے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء

www.ahnafmedia.com

مثال الموجودات جميعها الا الواجب امكانية
لان كل شيء انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد
بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شيء كمال الواجب
واقتضاء وهذه الكمالات مبادي صدور هذه
الاشياء وكنه حقايقها فكل كمال يقتضي شيئاً بخصوصه
وكل شيء يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات
والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب
واعتبارات ذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة
وهذه معلولات صادرة منه وكانهما الوجه التفصيلي
بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب لا
يكون معلولاً لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة
هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى
البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها
وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها
وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير
وانما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز
بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض
فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة بمحلها
يقتضي حضور الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى
الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة في الواجب
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكاني سواء
في ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء
الا في المفروضات التي لا تحقق لها الا في فرض
الفارض كانياب الغول فتدبر الكلام حق التدبر

واں موجود ہیں تمام جو واجبی کے نہ ساتھ وجود امکانی کی اسلئے کہ
ہر شے متحقق ہوتی ہے تحقیق سے واجب کی اور اسکی ایجاد پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان شیوں کے صدور کا اور کنہ ہیں انکے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شی کا بخصوصہ اور ہر شی محتاج ہے طرف کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب ہیں اور اعتبارات اوسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کی ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے
اور دوسری جہت انمیں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے اس کا تحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کے مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل ان کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمر ہے جب تک موجود ہیں اور
ایجاد واجب کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے
انکے وجود کا اور انکے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت
انکے محل سے مقتضی ہے حضور اشیا کا واسطے اپنے فاعل کی پس جانتا ہے اول
اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صورت مرتسمہ فی الواجب اور یہ علم
واجب کا واسطے انکے ساتھ انکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے
اس میں مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ
حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے
مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشهد آخر علمت ان الملل والمذاهب توصف
بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر
في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له
فكان لها حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشئ
كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلي
والآخر دقيق يدرك من بعد اما الجلي فان يكون
كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه
المعتقد في الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب
ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو
كذلك وكل مسئلة ما يحكم فيها بوجوب وحرمة
مطابقة لما عليه الامر المنعقد في الملاء الاعلى مثلا
يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملاء الاعلى نازل
مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها
مستلزمة ترقيه من تشبث بذيل نسمته في الدنيا
والآخرة وتكفير هيئات ظلمانية عن نسمته حاصلة
من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم
اكل الزنجبيل تسخين البدن واذهاب البرودة عنه
فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل
مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد
الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد
الزكوة بمائتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت
بين الاصل وبين هذه الاشباح وجود تشبيهي
في مدارك الملاء الاعلى فيكون هذا ذاك وذاك
هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل
انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیے کہ ملتیں اور مذہب وصف
کی جاتی ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حق اور مذہب حق
اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے بیچ تامل کی حقیقت کو
اس واقع کی کہ موافق ہوا وہ اس شے کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو
پہنچے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد
میں معلوم ہوتے تو ظاہر روشن تو یہ ہیں کہ اگر ہو مسئلہ اعتقادیات کا
مطابق واسطے اس شے کے جس پر اعتقاد کیا ہے خارج میں مثلاً حکم کیا جائے
کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب کرتا ہے اور ہے امر یونہیں اور یہ کہا جائے
کہ حشر جسمانی ہونے والا ہے اور یہ یونہیں ہے اور جو مسئلہ ہووے کہ
کہ اسمیں حکم وجوب و حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جس پر منعقد ہے
امر ملاء اعلیٰ میں مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہووے بیچ ملاء اعلیٰ کے
نازل مثالی ادا کے مضمون اسکی تحسین اس شخص کی جو متلبس ہو
اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا جو چنگل مارے
اسکے دامن نسمہ میں بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کی
نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے
احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو
اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے
علم اسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اسمیں توقیت ہو یا تحدید
مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو
دو سو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو
درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک
ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے
پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا
کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی
حقیقت مذاہب کے ہیں جو

الاحکام مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه
وسلم في نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود
لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية
فحقيتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب
الظن بان النبي صلى الله عليه وسلم لو تكلم في المسئلة
لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لا يرتاب فيه المحيط باساليب الكلام
ومقاصد الشارع في شرع الاحكام فهذا معنى
حقية المذهب واما الدقيق الذي يحسن بعد
فان يكون الحق على جمع شمل امة من الامم بانبياء
مصطفى من عباده او باقامة ملة من الملل فيصير
خادم الارادة الحق منتسبا لظهور تدبيره وكان
لفيض مدد الغيب فقال فيه من اطاعه العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فصار
الرضى مقصورا في موافقة هذا التدبير والسخط
في مخالفته ومنافاته واذا كان كذلك صار احكام
الملة جميعا حقة والمنظور في وصفها بالحقية
حينئذ ظهور التدبير الالهي في هذا الشخص لا غير
وكذلك المذهب ربما يكون العناية المتوجهة
الى حفظ الملة متوجهة بحسب معدات
الى حفظ مذهب خاص بان يكون حفظة
المذهب هم القاصدين بالذب عن الملة
او يكون شعارهم في قطر من الاقطار هو الفارق
بين الحق والباطل فحينئذ يتحقق وجه تشبيه
في الملاء الاعلى والسافل بان المذهب هذا المذهب

کہ ہوں اسکے احکام مطابق واقعی اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس
چیز کے کہ اسپر ہیں قرون جنکو واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو
مسئلہ ایسا جسمیں نہ نص ہے اور نہ روایت تو اسکی حقیت محتاج
قرائن کی ہے جو موجب ہوں غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یہی فرماتے اور یہ کہ وجہ
اسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا
بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہیں حقیت مذہب کے
اور وجہ دقیق و باریک سو یہ ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں
وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے چاہا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو
ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی
برگزیدہ کو اپنی بندوں میں سے واسطے اقامت
کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ
حق کا اور منتسب ہو اسکی ظہور واسطے تدبیر کا اور آشیان ہو
اسکی فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت
کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے
اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی
موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر
اور جب اسطرح ہو تو ہونگی احکام ملت کے سب حق اور اس وقت اسکی حق
کہنے میں منظور ہو تدبیر الٰہی ہی بیچ اس شخص خاص کے نہ سوا اور اسیطرح
مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت کی توجہ
مدد اسکے طرف حفظ مذہب خاص کی اسطرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس وقت میں
قایم واسطے ہر بُرے دور کرنیکے ملت سے یا انکا شعار تو ہی اطراف کی کسی
طرف میں فارق درمیان حق و باطل کی تو اس وقت منعقد ہوتی ہے وجہ تشبیہ

www.ahnafmedia.com

ويتقيد احكامها الكلية بتلك الاصول الخاصة وبذلك يصير المذهب حقا بهذا المعنى ويكون مناط الحقية هذا الوجود التشبيهي واما المعنى الجديد فهو الذي يطلع عليه الراسخون في العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم واما المعنى الادق فلا يوقف عليه الا بالنور الذي الكاشف عن ... رسول الله ابو القاسم ... قلنا ان ... لي ان في المذهب الحنفي ... في هذا السر الغامض حتى وجدت ... ان في المذهب ... على سائر المذاهب حسب المعنى الذي ... وان كان بعضها ارجح منه حسب المعنى الاول وشاهدت ان هذا السر ربما يدركه صاحب الكشف نوع ادراك فيرجح هذا المذهب على سائر المذاهب وربما يتمثل الهاما بالنص فيها ويجتهد ... على الآخذ به لكن الحق الصراح ما انا افصح عليه بذلك فقد بعضها اني دخلت الكعبة المشرفة وتوجهت الى باطنها فتجلى الى حقيقة الصراط المستقيم الذي بينها النبي صلى الله عليه وسلم بان خط خطا وخط جنبيه خطوطا الى آخر الحديث فوجدت انه الى حاق الوسط بين احوال النفوس بعض ذلك فيها الى الفوق وبعضه دون ذلك اعني بين الاحوال ان كل طبقة زكية وغبية لها صراط مستقيم وليس الصراط المستقيم اسما لمرتبة خاصة بالزكية ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ في الموافقة والانقياد ووجدت كان المذهب الحنفية

اور مقید ہو جاتے ہیں اسکے احکام کلیہ ساتھہ اس صورت خاص کے انکو مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی روشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سو نہیں واقف ہوتے مگر ساتھہ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام ... کا اور نہ ... جو ... کہا کہ یہ ... کیا اور جب تمہید ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اسمین غور کیا کرتا تہا کہ یہ سر غامض ہے یہانتک کہ مین نے پایا جو بیان کر چکا ہوں اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ مین ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ بعض مذہب زیادہ ترجیح رکھتے ہیں موافق پہلے معنی کے اور مشاہدہ کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں اور ایک قسم کی ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر اوقات متمثل ہوتا ہے الہام اسمین بعض ... کا یا خواب میں دیکھتا ہے اسی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو میں کہتا ہوں اسکو مفصل ... ہوتی یکبارگی خوب مشہد آخر مین کعبہ شریف مین داخل ہوا اور متوجہ ہوا اسکے باطن کیطرف تو متجلی ہوئی مجھکو حقیقت صراط مستقیم کی جسکو بیان کیا نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کھینچا اور دونوں طرف اور خطوط کھینچے آخر حدیث تک تو پایا میں نے اس حقیقت کو ... وسط احوال نفوس ہے کہ بعض اسکا قریب فوق کے ہے اور بعض اسکے سوا نیچے مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی و غبی کی اسکے واسطے صراط مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ خاص کا ... اور پایا میں نے اسکو ایک طرح کا ثابت رہنا اور رسوخ موافقت اور انقیاد میں اور ...

الى النفوس فيتلقاها منها الأذهان قبولا لا الا الهام الالهى
ويكون تلقيها القليل بعضها من الالهام ليس الوصول
اليه بالتجشم كسب من النفوس ووجدت الصراط
المنصوب على ظهر جهنم تمثالا لحقيقة الحقيقة
الجارية في الآفاق من رسالة هذا في عالم النفس
ووجدت لجوف الكعبة خصوصية بهذا الصراط
المستقيم ووجدت الاشياء القليلة بينها وبين امثال هذه
المعانى مناسبة لكن الله مستقوية في عالم الحشر
بتقويم هذه المعاني بصورها وهذا اس وجود
المنبر والمسجد النبوى والاسطوانة الحنانة ههنا
وسر قوله صلى الله عليه وسلم ما بين منبرى وبيتى
روضة من رياض الجنة **تحقيق** الافعال التى
يفعلها الانسان بالارادة والاختيار لها اسباب
توجب صدورها كالعزم على الفعل حتما من النفس
لكن امر مطاوعة الجوارح الى غير ذلك من الامور
الخفية التى قلما يحاط بها لغموضها لقوة الحس وكل امر من
تلك الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث
من الاعتقاد الجازم او الظن من نفس كذا في حال
كذا يوجب العزم وهكذا الاسباب بصا على كذا لكذا
وهلم جرا حتى ينتهى الى الوجوب البات فهى موجودة
بايجاد الله تعالى صادرة من ارادة العبد لكن
ارادته ايضا واجبة لاسباب بها ثم اذا باشرها الانسان
وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد
منها ولانتشار حقيق من فواتها ووجب ان تتألم
النفس وتتنعم بمحض التنبه لمخالفة هذا الامور

نفوس میں تو اکثر نفوس اسکو قبول کرتے ہیں بسبب لیاقت
الہی کے اور قلیل پہنچتا ہیں جنکو تلقی الہام سے بیتمام
نہیں ہے وصول اسکی طرف بتکلف کسب سے نفوس
کے اور میں نے پایا صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا گیا
تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق
کے موافق اسکے جو ڈالا گیا ہو عالم النفس میں اور میں نے
پائی جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے
اور معلوم کیں میں نے بہت چیزیں کہ انمیں اور ان معانی
میں مناسبت ہے ایسا ہی تقویم عالم حشر میں ساتھ
قایم کرنے ان معانی کے انکی صورتوں سے اور یہ سبب ہے
وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہ اور
اسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری
وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ **تحقیق** جو فعل انسان
ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے تو ان فعلوں کے واسطے سبب
ہیں کہ موجب ہوتی ہیں انکی صدور کے جیسے عزم کسی
فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت
اعضا کے اور اسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا
ہے انکی غامض ہونیکے سبب ایک نفس سے عزم ہو اور ہر امر
ان امور میں سے جو ہو اسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسکو
واجب کرتی ہو مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا
ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے نفس سے ایسے حال میں کہ واجب
کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتیں ہیں یہی
اور یہ چلا تک چاہو گے تو چلا جاوے تک کہ منتہی ہو
وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہیں اللہ تعالی کے ایجاد
سے صادر ہیں بندہ کے ارادہ سے لیکن اسکا ارادہ بھی واجب ہے
انکے سببوں کے واسطے پھر جس وقت ارادہ مباشر ہو انسان تو واجب ہے اسکا لصوق جوہر نفس کے ساتھ واسطے صدور کے قصدا اسکے اور واسطے

[illegible]

علما و موافقتهما او يشتريها خارجية بان يكون مثالا
للقيد شبيها بالمثال المطلق فينعقد في المطلق صورة
للنعم والالام وبعض مما ذكرنا خادمون من تلك الصورة
فيحصل اسباب السرور والالام او بان يكون ارادة الخير
بالناس رحمة في حقه او نقمة كل ذلك اما في الدنيا
او في الاخرة ولكل احتمال من هذه الاحتمالات علل
موجبة فلا يكون في الوجود الا ما يجب وكذلك ظهور
الشرايع واجب من المبدء اذا علم الخير مثلا محصورا
في هذه الصورة فيكون وجود الاعتقاد الجازم
بها في النفوس الصالحة غير الملتبسة بادناس
الشيطنة واجبا عند ظهور المعجزات و دلالة
العقل الصريح على صدق المخبر بها وتلقيها من حضرة
الغيب ويكون انصراف الارادة والعزم الى
الجريان على حسب الاعتقاد الجازم واجبا في تلك
النفوس فيظهر رحمة الله ببعث الرسل وانزال
الكتب وتتم النعمة ولله الحجة البالغة

تمت

اس کو یا مواقع مستلذ ستانے والے یا اسکی تقریبات خارجیہ
ساتھ اس طور سے کہ ہو مثال اسکی مقید دہا ایک شبیہ ہو
ساتھ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق میں صورت نعم
یا الم کے اور اسکے خادم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کئے جاتے ہیں
اس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو
ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت انکے حق میں یا عذاب اور سب
یا دنیا میں ہو یا آخرت میں اور ہر احتمال کیواسطے ان احتمالوں میں
سے علل موجبہ ہیں پس نہیں آسکتے وجود میں کوئی چیز
جو واجب ہو اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانا خیر
انکا محصور اس صورت میں پس ہو تا ہے وجود اعتقاد جازم کا اسکے ساتھ
نفوس صالحہ میں جو آلودہ ہوا انجاستوں شیطنت سے واجب وقت ظہور
معجزات کے اور دلالت عقل کے صریح اوپر صدق اس شخص کے
جسکی خبر دیجاتی ہے اور تلقی اسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھر جانا ارادہ
اور عزم کا طرف جاری ہونیکے موافق اعتقاد جازم کے واجب
نفوس میں پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھ بھیجنے رسولوں
اور نازل کرنے کتابوں کے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے
واسطے ہے حجت بالغہ تمام شد ... شعبان ...

خاتمة الطبع

الحمد لله الذی جعل اہل العلوم اشرف الاشخاص خصوصا اہل العلوم الشرعیة والمعاد والصلوة والسلام علی سید الانبیاء
محمدن المصطفی وعلی آله المجتبی واصحابه المقتدی علی هذا الکتاب المستطاب المسمی بفیوض الحرمین وقد وقع
الفراغ من اہتمامه فی الشہر المحرم الحرام وسنة ثمانیة وثلثمائة بعد الالف من ہجرة النبی صلی الله علیه وآله وسلم
بعد حمد وصلوة کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا
شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ
شریف ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ کہنہ
جد امجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمینا چالیس سال سے غیر آباد پڑا ہے اگرچہ اولاد مولانا

www.ahnafmedia.com

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہا اللہ کے تھے مدرسہ موصوفہ میں سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس تدریس کے اکثر احبا اور متوسلین خاندان کو معلوم ہی رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی انکے قدیم مسکن و درسگاہ میں رہتی ہے اس اثنا میں مکان بھی ایام غدر میں منہدم ہوگیا تہا بعد اسکے مدرسہ موصوفہ بسبب الاسباب بوجہ قلت تعمیر اور آبادی اس مدرسہ کو رہ گیا جو در حقیقت منبع علم دین ہندوستان میں ہے اس کمترین نے دیکھ لیا تو بہونہ تھا دن رات اسکی آبادی کی کوشش میں رہا اور شب و روز مجیب الدعوات سے دست بدعا ہوں کہ اسے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام اس خاندان کا مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کر اور اسمیں سلسلہ درس تدریس کا جاری کر اور اس مدرسہ کا شغل اور رسالہ اسکا کہیں کچھ کفاف مقرر نہیں ہے اور خاص یہ شہر تو سرپرستی باہمی سے خالی ہو گیا ہے اور میرے پاس اسوقت اسقدر سرمایہ نہیں کہ سلسلہ درس تدریس کا شروع کروں اور طلبا کی اعانت کر سکوں تو دل نے چاہا کہ اس خزانہ گوہر بے بہا کو جو عرصہ دراز سے مخفی چلا آتا ہے نکالئے اور اسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار سخن کو دکہائیے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ میں صرف ہو اور قدری زر دو ہر طرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالے کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کر کے ہدیہ شائقین کئے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوسرا مسمی بہ سطعات مع جزء اللطیف در بیان شغل النبی فارسی تیسرا مسمی مکتوبات مع فضیلت ابی عبد اللہ محمد اسمعیل بخاری کا ترجمہ فارسی چوتہا مسمی بہ سعادت کونین المعروف بہ فیوض الحرمین مترجم اردو پانچوان مسمی در ثمین فی مبشرات النبی الامین چھٹا مسمی مجموعہ ارشاد و اوائل و تراجم البخاری مع فیما یجب حفظہ للناظر ساتوان مسمی تاویل الاحادیث عربی اٹھوان مسمی ہوامع شرح حزب البحر فارسی نوان مسمی وصیت نامہ مترجم دسوان مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گیارہوان مسمی عجالہ نافعہ اصول حدیث فارسی ان رسالوں کے مضامین کے بیان کی یہ پرچہ گنجائش نہیں کتاب دیکھنے سے تعلق رکہتی ہین موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ ساتہہ مدد خداوند تعالیٰ کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہین رفتہ رفتہ چھاپے جائینگے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع احمدی برای اعانت مدرسہ موصوفہ کے جاری کیا ہے جن صاحبونکو جس قسم کی کتاب علاوہ انگریزی و ناگری کے درکار ہو یا کوئی کتاب چھپوانی منظور ہو تو مدرسہ موصوفہ سے بنام اس عاجز کے خط و کتابت کریں بجز اسکے کیا ہے کہ خوشخبری دوں اہل اسلام کو اور خصوصاً انکو جو کہ فیضیاب ہیں اس خاندان سے وہ شغل جواب کے ہیں اسکو سعی میں مشغول ہوں جس سے جو کچھ ہوسکے زر سے یا ہاتہ سے یا کوشش زبان سے اس کار خیر میں مدد کریں بقولہ تعالیٰ و تعاونوا علی البر والتقوی پس لکھیں میں یہ چند سطرین خاتمہ کتاب میں تاکہ اطلاع ہو جاوے اس عاجز کے محبان خاندان کو اور شغل کریں اس کار خیر میں اور تاجران کتب سے ملتمس ہوں کہ یہ رسائل مذکورہ بالا واسطے اعانت مدرسہ کے چھاپی گئی ہیں اسکے مقابلہ میں رسالہ جو کوئی کیا کہ شاید تو بجای اسکے کے قصد چھاپنے کا یا چھپوا لیں گے ان کا جو رسالہ درکار ہو یا اور قسم کی کتابین

المشتہر

خاکپای سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

To: www.al-mostafa.com
www.ahnafmedia.com